بسم اللہ الرحمن الرحیم

باقاعدہ اشاعت کا 20 واں سال

راجا غلام محمدؒ (صدر ادارہ ابطال باطل) کی یاد میں جاری جریدہ

ماہنامہ نعت لاہور

جلد 20 جولائی 2007 شمارہ 7

فدا حسین فدا کی نعتیہ شاعری

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹرز: ڈاکٹر شہناز کوثر۔ اظہر محمود (0321-9409900)

مینیجر: راجا اختر محمود (0321-9409200)

پبلشرز: راجا رشید محمود صدر ایوان نعت رجسٹرڈ

قیمت:
15 روپے (عام شمارہ)
60 روپے (خصوصی شمارہ)
200 روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے 100 ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر، جیم پرنٹرز، لاہور

کمپوزنگ/ڈیزائننگ: مدنی گرافکس فون: 7230001، 0321-9409200، 0321-9409900

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید بک بائنڈنگ ہاؤس 38 اردو بازار لاہور فون: 7463684

اظہر منزل، چوک گلی نمبر 5/10، نیو شالامار کالونی ملتان روڈ لاہور (پاکستان)
پوسٹ کوڈ: 54500

دفترِ اعمال سے دُھل جائیں گے عصیاں سبھی
ہجرِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا آنسو بہا کر دیکھ لے

موجودہ پرچہ جون جولائی 2007 کا مشترکہ شمارہ ہے۔

آئندہ پرچہ "سُجودِ تحیت" (اشاعت خصوصی) اگست ستمبر کا مشترکہ شمارہ ہوگا۔

اکتوبر کا پرچہ ستمبر کے آخر میں ڈاک کے سپرد ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

فدا حسین فدائی

نعتیہ شاعری

فہرست

فدا حسین فدا کی نعتیہ شاعری پر مضامین

فدا کی نعت

ڈاکٹر وحید قریشی

"خمستانِ سرمدی" ابو الطاہر فدا حسین فدا کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ فدا شعرا کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے پنجاب میں تاجور نجیب آبادی یا حلقہ اربابِ علم کی روایت کہتے ہیں۔ اس روایت کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ تاجور اور اس کے ساتھیوں نے صحتِ زبان پر زور دیا اور پنجاب میں شعر کے فنی پہلوؤں میں احتیاط کی روش اختیار کی۔

فدا حسین فدا اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے زبان و بیان کے تجربے بھی کیے لیکن زیادہ کام قدیم روایت کو مستحکم رکھنے میں کیا۔ ان کے ہاں جو آہنگ ملتا ہے وہ سادہ اور اکہرا ہے۔ غالب کی طرح وہ احساسات کی مختلف تہوں کو بیان نہیں کرتے بلکہ اپنے احساسات کو سادہ انداز میں پیش کرتے ہیں جو عام پڑھنے والوں کے لیے دل کش ہوتا ہے۔ اس دبستان سے اختر شیرانی کا بھی ایک رشتہ بنتا ہے۔ اس لیے ترنم ان شعرا کی دوسری خصوصیت قرار پاتی ہے۔ مذہبی شاعری میں مذہبی شعور اور مذہبی حسیت کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ فدا کی نعتیہ شاعری مذہبی شعور کے علاوہ مذہبی حسیت کی شناسا بھی ہے لیکن یہ بہت کسی کسائی ہے اور عقلی رویے کے تحت محتاط ہے۔ نعتیہ شاعری میں یہی روش مولانا احمد رضا خان کی ہے جس میں فنی پہلو دبا دبا اور شعری حسن جلوہ یک نظر بن کر رہ جاتا ہے لیکن خلوص جذبات سے یہ شاعری خالی نہیں۔

"خمستانِ سرمدی" کے نعتیہ کلام میں جا بجا ہمیں ترنم اور دلکشی کے ساتھ ساتھ خلوصِ جذبات کا وافر ذخیرہ ملتا ہے۔ وہ مذہب کے شیدائی ہیں اور انھیں رسولِ پاک ﷺ کی ذات سے ایسا لگاؤ ہے جس سے حزم و احتیاط کا دامن پارہ پارہ نہیں ہوتا۔ وہ "با محمد ﷺ

ہوشیار'' کی حقیقت سے آگاہ ہیں اس لیے کہ استادوں کی تربیت نے انھیں بزرگوں کا ادب کرنا سکھادیا ہے۔

ان نعتوں کی بنیادی خوبی یہ بھی ہے کہ ان کے سادہ آہنگ میں ترنم اور دلکشی کی گہری چھاپ پائی جاتی ہے۔ سرخوشی اور بے باکی نہیں لیکن جذبے کی حدت آہستہ آہستہ قاری کو اپنی گرفت میں لیتی جاتی ہے۔ انھیں اسلام اور رسولِ پاک ﷺ سے وابستگی ہے۔ یہ شاعری اس کا بین اظہار ہی نہیں بلکہ شعری سانچوں میں قدیم روایت کی ایسی توسیع بھی ہے جس میں اختر شیرانی کی جمال آفرینی نے تازگی اور خوش رنگی شامل کی ہے۔ ایک محکم روایت سے وابستگی کی بنا پر ان اشعار میں پختگی اور متانت کا ایک ایسا جادو ملتا ہے جو ان کے کلام کو قابلِ توجہ بنادیتا ہے۔ پچاس سال کے شعری تجربے نے ان میں پختگی پیدا کردی ہے اور زبان وبیان میں ایک ایسا تیکھاپن ہے جو نعتیہ اشعار کو دل آویز بنادیتا ہے۔ آخر میں چند شعر پیش کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ ابوالطاہر فدا حسین فدا نے شعری روایت کو کس سلیقے سے ہضم کیا ہے:

سائل انوار بن کر مہر و مہ صبح و مسا
در پہ آتے ہیں تمھارے باری باری واہ وا

....

رواں ہر نبی ہے اسی سمت دیکھا
ہیں استادہ جس جا خیامِ محمد ﷺ

☆☆☆☆☆

''خمستانِ سرمدی''

پروفیسر حفیظ تائب

ابوالطاہر فدا حسین فدا جامع کمالات شخصیت ہیں اور ادب وصحافت کے میدانوں میں 60 برس سے زیادہ عرصہ گزار چکے ہیں۔ صحافتی زندگی کا آغاز انھوں نے کلکتہ کے ایک ہفت روزہ اخبار ''عبرت'' کی ادارت سے ۱۹۳۸ میں کیا۔ بعد میں کئی اخبارات ورسائل کے مدیر رہے اور ۱۹۵۶ میں ماہنامہ ''مہر وماہ'' جاری کیا' جس کے اذکار فضل نمبر' یادگار فضل نمبر' یادگار فقیر نمبر اور داستان فقیر نمبر' پیر فضل گجراتی اور ڈاکٹر فقیر محمد فقیر سے خاص محبت اور پنجابی ادب سے گہرے شغف کے ثبوت ہیں۔ ۱۹۴۶ میں انھوں نے ایک پنجابی ڈرامہ ''گناہواں دی پنڈ'' لکھا اور ۱۹۴۹ میں شاہ حسین لاہوریؒ کے بارے میں ایک کتاب لکھی۔ اُردو میں ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۴۵ء میں ناول ''سنہری راز عرف جان وفا'' لکھ کر کیا۔ پھر جلد ہی شاعری کی طرف آگئے اور پہلا مجموعہ شاعری ''افکار پریشاں'' ۱۹۴۸ میں دوسرا مجموعہ ''ساغر ومینا'' ۱۹۵۰ میں چھپا۔ ۱۹۵۵ میں تنقید کی طرف آئے اور کتاب ''بت شکن معروف بہ جہادِ سخن'' لکھی اور یہ سلسلہ ''شعلۂ انتقام نمبر 1,2'' کی صورت میں جاری رہا۔ سوانحی کام ''آفتابِ تصوف'' اور ''تحفہ سلطانیہ'' کی صورت میں کیے۔ ۱۹۹۲ میں ایک مجموعہ شعر ''معدن التواریخ'' چھپوایا جو فن تاریخ گوئی کا منہ بولتا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ ۱۹۹۴ میں ان کا پنجابی میں ایک تحقیقی وتدوینی کام ''کلیاتِ خوش طبع'' کے نام سے سامنے آیا۔

اُردو پنجابی نعت ومنقبت میں ان کا بہت سا کام موجود ہے' جس میں سے ''خمستانِ سرمدی'' اُردو حمد ونعت کا کافی حد تک احاطہ کرتا ہے۔ مختصر ''تقدیم' شاعر نے خود تحریر کی ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی' سردار علی احمد خان' خواجہ عابد نظامی' ڈاکٹر آغا سہیل اور سید وحید الحسن ہاشمی نے حضرت فدا کے فنِ نعت گوئی کا جائزہ لیا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے ''فدا کی نعت'' کے عنوان سے اپنی جامع تحریر میں لکھا ہے۔ ''خمستانِ سرمدی'' کے نعتیہ کلام میں جابجا

ہمیں ترنم اور دلکشی کے ساتھ ساتھ خلوص جذبات کا وافر ذخیرہ ملتا ہے۔ وہ مذہب کے شیدائی ہیں اور انھیں رسولِ پاک ﷺ کی ذات سے ایسا لگاؤ ہے جس سے حزم واحتیاط کا دامن پارہ پارہ نہیں ہوتا''۔

وہ ''با محمد ﷺ ہوشیار'' کی حقیقت سے آگاہ ہیں اس لیے کہ استادوں کی تربیت نے انھیں بزرگوں کا ادب کرنا سکھا دیا ہے''۔ یہاں یہ بتانا ضروری لگتا ہے کہ علامہ تاج عرفانی نے شاعری میں حضرت فدا کی رہنمائی حاصل کی اور انھیں علامہ عرشی اور حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ جیسے بزرگوں کی صحبتیں میسر آئیں۔

نعت گوئی میرے نزدیک محض فن شعر گوئی کا اظہار نہیں ہے۔ یہ محض لفظوں کو ایک خاص ردھم میں ترتیب دے لینے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک کیفیت کا نام ہے جو روح کی سرشاری اور قلب وجاں کی حضوری سے پیدا ہوتی ہے۔ سطحی قسم کی نعتیہ شاعری جو ریڈیو ٹی وی کا دو چار سو روپے کا چیک حاصل کرنے یا کسی اخبار کے خصوصی ایڈیشن میں محض نام شامل اور شائع کرنے کے شوق میں کی جاتی ہے۔ وہ میری اس گفتگو کے دائرے میں سرے سے ہے ہی نہیں، قطعی خارج ہے۔ میں تو اس نعت گوئی کی بات کر رہا ہوں جو حسان بن ثابت کے قلب سے پھوٹی، جس نے اقبال کو سرشار کیا جو مولانا ظفر علی خاں کے اندر ہلچل مچا گئی۔ بس اسی پس منظر میں، اسی تناظر میں حضرت فدا حسین فدا کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کیجیے۔ ایک کیفیت، ایک سرشاری، ایک وجد اور عشق رسول ﷺ میں شرابور ایک ماحول آپ کو دیر تک اور دور تک اپنے ساتھ رکھے گا۔ اس میں اردو یا پنجابی شاعری کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

ایہہ آئیاں غیب توں مینوں صداواں یا رسول اللہ ﷺ
میں پڑھ پڑھ تیریاں نعتاں سناواں یا رسول اللہ ﷺ
ہر اک مخلوق پیدا کیتی اے جس نے اپنی طاعت لئی
کرے او تیریاں حمداں ثناواں یا رسول اللہ ﷺ

اعزاز احمد آذر

ابوالطاہر فدا حسین فدا کا فنِ نعت نگاری

سید وحید الحسن ہاشمی

ابوالطاہر فدا حسین فدا نے زندگی میں بہت سے پاپڑ بیلے، غزلیں کہیں، نظمیں کہیں، قطعاتِ تاریخ میں نام پیدا کیا مگر ان کا تعلق ہمیشہ علم وعرفان سے رہا۔ انھوں نے جو روحانی تجربے کیے، ان سے ان کی سیرت آئینہ کی طرح شفاف نظر آنے لگی۔ ان کی ذات تنہا تھی مگر وہ انجمن بن گئی۔ یہی سیرت کا روحانی پہلو انھیں نعت نگاری کی طرف لے گیا اور وہ حضور ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر فریضہ نعت ادا کرنے لگے۔ ۱۹۳۸ء سے اب تک انھوں نے صدہا نعتیں کہیں جن کا انتخاب مجتمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

ان کا مجموعہ نعت ''خمستانِ سرمدی'' ایک ایسا گلستان ہے جس میں انوار واقسام کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ادبی فضا نے ان کے دیوان کو عقیدت کدہ اور ان کے کلام کو مستند بنا دیا ہے۔ وہ نعت کے جس بحر میں غوطہ زن ہوئے ہیں، وہاں سے انھیں چمکتے اور دمکتے عقیدت کے موتی حاصل ہو گئے ہیں۔

ان کی تمام نعتوں میں عشقِ محبوبِ خدا ﷺ کا جلوہ صاف نظر آتا ہے۔ جب انسان کی نیت درست ہو اور جذبہ صحیح رخ پر رواں دواں ہو تو ممکن ہے ہمیں ہلکی سی لغزش نظر آئے مگر عشقِ محبوبِ خدا ﷺ کی صاف اور شفاف لہریں ان لغزشوں کو بہا لے جاتی ہیں اور شاعر کا ذہن اور اس کے قلب کی کیفیت قارئین کو مسحور کر دیتی ہے۔ فدا صاحب کی یہی سادہ اور شستہ مزاجی ان کے کلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

فدا صاحب نے اپنی نعتوں میں قرآن اور احادیث کے الفاظ نہایت عمدگی سے نظم کیے ہیں۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے وہ قرآنی رموز اور احادیث کی معنویت سے نہ صرف آشنا ہیں بلکہ ان کا استعمال اس قدر برمحل ہے کہ انھیں شعری جامے میں پڑھ کر جی خوش ہو جاتا ہے۔ چند مثالیں دی جاتی ہیں تا کہ قارئین ان کے مبلغ علم سے واقف ہو جائیں:

1- پیدا عالم میں آج کے دن محبوبِ رؤف رحیم ہوا

2- تاباں حریم کن میں ہیں انوارِ مصطفیٰ ﷺ

3- عرش اعظم تو کیا تھا فرش رہ اللہ نے
پیشوائی کے لیے بھیجے تھے جبریل امیں

4- اُٹھ گئے پردے تعین کے شب اسرا اہتمام

5- سر عرش سے آگے جا کر...... محبت سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ

6- صاحبِ معراج ہیں وہ رازدار کن فکاں

7- امام الانبیاء آئے وہ ختم المرسلین آئے

8- محمد ﷺ باعث تخلیق عالم

9- وہ شہِ ارض وسما ہیں صاحب لولاک ہیں

10- دیتا ہوں تجھے واسطہ میں ن وقلم کا

ان تمام حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شاعر کی گرفت الفاظ پر نہایت سخت ہے۔ یہ خصوصیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر کے دل میں حب پیغمبر ﷺ کا ایک لامحدود سمندر موجزن ہو۔

شمائل ترمذی کے صفحہ ۱۲ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درج ذیل جملہ بڑی سے بڑی نعت پر بھاری ہے۔ اس جملے کا ایک ٹکڑا عربی زبان میں ضرب المثل قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نعت کا لفظ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی نے استعمال کیا۔ شعر کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"جس کی آپ پر یکایک نظر پڑتی ہے ہیبت کھا جاتا ہے۔ جو آپ ﷺ سے تعلق بڑھاتا ہے، محبت کرنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ کا وصف کرنے والا کہتا ہے کہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد آپ ﷺ جیسا ہو گا۔

فارسی زبان میں فردوسی، شمس تبریزی، مولانا روم، سعدی شیرازی، عبدالرحمٰن

جامی، جمال الدین عرفی، محمد جان قدسی اور غالب کے علاوہ سینکڑوں شعرا نے نعتیں کہیں۔

شعرائے عرب وعجم نے حضور ﷺ کی شکل وشباہت اور ان کے کردار کے علاوہ شہر مدینہ اور اس سے وابستہ واقعات ومقامات اور جہاد وصلح ونامہ کا ذکر بھی اپنی نعتوں میں پیش کیا ہے۔ فارسی نعتوں میں حضور ﷺ کی آل، اور ان کے اصحابؓ کے کارہائے نمایاں بیان کر کے نعت کا دائرہ وسیع کر دیا گیا۔

اردو زبان میں نعت کہنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ اُردو نعت نگاروں نے عربی اور فارسی نعت نگاروں کا مکمل تتبع کیا اور نعتوں میں زبان وبیان کے نہایت نادر نمونے پیش کیے۔ علامہ اقبال نے نعتوں میں قوم وقومیت، آئین وحکومت اور معاشرت و سیاست کا اس خوبی سے پیوند لگایا ہے کہ اردو نعتیں کسی بھی زبان کی شاعری سے پیچھے نہ رہیں۔

قیامِ پاکستان سے قبل نعتوں کا وہی انداز اور وہی پیٹرن رہا جو بزرگوں نے قائم کر دیا تھا۔ پاکستان چونکہ ایک اسلامی ملک تھا اس لیے مذہب کی ترویج کے ساتھ ہر شاعر نعت نگار بن گیا۔ جنرل ضیا کے دور میں کچھ تو صائب الرائے نعت نگار تھے مگر زیادہ تعداد پروفیشنل نعت نگاروں کی وجود میں آ گئی۔ انھوں نے اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے اُلٹی سیدھی نعتیں کہہ کر نعتیہ دیوان شائع کرا لیے۔ بعض شاعروں نے تو ایسے اشعار کہے ہیں جن سے حضور ﷺ کی منقبت کی بجائے منقصت کا پہلو نکلتا ہے۔

فدا صاحب کے نعتیہ اشعار نہایت سادہ اور سلیس ہیں۔ وہ اپنی ذات میں گم ہو کر ان لمحات کے قریب پہنچ گئے جہاں سے آفتاب رسالت ﷺ کی شعاعیں اپنی روشنی بکھیر رہی تھیں۔ اس روشنی کو دیکھ کر وہ محبوب خدا ﷺ کے حسن اور ان کی تنویر کی تعریف کرنے لگے۔

جنت کی جیتے جی ہمیں مل جائے گی نوید
ہو جائے خواب ہی میں جو رویت حضور ﷺ کی

....

مصحف رُخ ترا قرآن ہے اللہ اللہ

زینت ارض و سما شان ہے اللہ اللہ

حضور ﷺ کی شکل وشمائل کا وصف بیان کرنے کے بعد انھیں وہ مقام بھی بہت عزیز ہے جو حضور ﷺ کا مسکن رہا ہے۔

درِ حبیب ﷺ پہ پہنچے جو جبہ سائی کو
تو واپس آئے نہ یا رب فدا مدینے سے

ہیں جنت فردوس کی رعنائیاں سب ہیچ
صد رشکِ چمن زار ہے ہر خارِ مدینہ

فدا صاحب کی شاعری کو موجودہ استدلالی پیمانے سے ناپنا درست نہیں کیونکہ کچھ باتیں عقل میں آتی ہیں مگر کچھ ایسے واقعات بھی ہیں جو حقائق پر مبنی ہیں مگر عقل کی ان تک رسائی نہیں مثلاً حضور ﷺ کی جسمانی معراج آج بھی بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح شق القمر کا واقعہ ابھی تک عقل کی پہنچ سے دور ہے۔ فدا صاحب نے معراج اور اسی قسم کے واقعات کا اپنی نعتوں میں ذکر کیا ہے

تابِ نظارہ لا نہ سکے طور پر کلیم
تھے عرش پہ جو صاحبِ اسریٰ تمہی تو ہو

نور نوری مثالِ بشر ہے، قاب قوسین پیشِ نظر ہے
نور ہی نور سب جلوہ گر ہے نور سے کوئی پردا نہیں ہے

جدید نعتوں میں حضور ﷺ کی سیرت و کردار اور اخلاق و اطوار کے مباحث بیان کیے گئے ہیں۔ ایسے بیانات کا مقصد یہ تھا کہ آج کے بگڑے ہوئے مسلمانوں کے کردار کو درست کیا جائے۔ جناب فدا موجودہ نعت کے موضوعات سے غافل نہیں ہیں۔ انھوں نے سینکڑوں ایسے اشعار کہے ہیں جو اخلاق محمدی ﷺ کی سچی تصاویر ہیں۔

کس نے بیواؤں یتیموں پر کیا لطف و کرم
مفلسوں اور بیکسوں کو کس نے سیم و زر دیا

ان کے اس مجموعے میں بلند اور عمدہ شاعری کے جا بجا نمونے ملتے ہیں۔ ان کی شاعری میں حضور ﷺ سے دوری کی تڑپ اور حضور ﷺ تک پہنچنے کا کرب واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اگر ان کے پر معارف کلام کو پڑھیں تو ان کے لہجے کا ارتعاش قلوب قارئین پر منزہ اثرات مرتسم کرتا ہے۔

حکایت از قد آں یار دلنواز کنیم
بہ ایں فسانہ مگر عمر خود دراز کنیم

ابو الطاہر فدا حسین فدا کی شخصیت، دین متین کے دائرے میں رہتے ہوئے فکر وفن کا وہ کاروان ہے جو قریباً نصف صدی سے جادۂ حق پر محوِ سفر ہے۔ انھوں نے اپنی علمی، ادبی زندگی میں کئی منزلیں پائیں۔ مگر ہر بار منزل کو نکتہ آغاز بنا کر پھر سے کوئے یار کا رخت باندھا۔ اہلِ تحقیق سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اکثر کا علم وفن ان کے چہروں پر ظاہر دیکھا مگر اس مردِ قلندر اور خانقاہ نشین کا علم وفن اس کی شخصیت کی تہ میں دیکھا۔ فدا صاحب اگرچہ شعر وادب کا آفتاب تو نہیں تاہم وہ آسمانِ تحریر کا ماہِ تمام ضرور ہیں۔

دُنیائے تحریر میں ایک کامیاب لمبے سفر کے دوران کبھی ان پر فخر ومباہات کا غلبہ نہیں ہوا، وہ کھلی کتاب اور عجز وانکسار کی ایسی دولت سے مالا مال ہیں جس سے مردِ حق کی خودی نمو پاتی ہے۔

ان کی نعتیہ شاعری میں اقبال کی جگا دینے والی پکار اور رومی وعطار کی حکمت بداماں فکر اس طرح رچی بسی ہوئی ہے کہ دوئی کا پردہ باقی نہیں رہتا۔ اللہ نے موصوف کو جس اعلیٰ مشن پر لگا رکھا ہے بلا شبہہ ان میں اس کو انجام دینے کو پورا طریقہ وسلیقہ موجود ہے۔

پروفیسر پیرزادہ محمد اسرار حسین بخاری
صدر شعبہ عربی گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی نعت گوئی

پروفیسر طلعت رشید

اُردو کی نعتیہ شاعری میں جناب محسن کاکوروی' مولانا احمد رضا خاں' ڈاکٹر ریاض مجید' غلام امام شہید' سیماب اکبرآبادی' بیدم وارثی' مولانا ظفر علی خاں' علامہ تاج عرفانی' علامہ اقبال اور فدا حسین فدا نے انمول اور بیش قیمت اضافے کیے ہیں۔

عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ یوں تو ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے۔ جس کو پروان چڑھانے میں ماحول' گردوپیش کے حالات اور تعلیم وتربیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ سوز اور عشق والہانہ وراثت میں بھی نصیب ہوتا ہے جو سونے کو کندن بنا دیتا ہے۔

فدا بھی اُن خوش نصیب لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو عشقِ رسول ﷺ وراثت میں ملا ہے' جس کا اظہار انہوں نے متعدد جگہ پر کیا ہے:

''حضور پرنور ﷺ سے عقیدت ومحبت کا شرف مجھے وراثتاً ملا ہے.........حضور پرنور ﷺ ابدی غلامی میرے والد مشفق ہی کی تربیت کا ثمر ہے۔ بدیں وجہ میں ایک عرصہ دراز سے حضور علیہ السلام کی مدح وثنا میں ہمہ تن مصروف ہوں اور

''ذکرِ حبیب ﷺ کم نہیں وصلِ حبیب سے''

فدا میں عشقِ رسول ﷺ سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ سرمست و بے خود کردینے والا یہ عشق اُن کی نعتیہ شاعری میں موجود ہے مگر انکسار اور عاجزی کے ساتھ:

نہ ہوں میں ہمسر حسان نہ کوئی صاحب دیواں
سگِ در ہوں فدا میں تو گدایانِ شہِ دیں ﷺ کا

یہ اُن کیفیات کا عکس ہے جو قلب وذہن پہ وارد ہوتی ہیں اور یہ کیفیات اسی وقت

وارد ہوتی ہیں جب گنبدِ خضریٰ کا حسین اور روح پرور منظر دکھائی دیتا ہے۔ یہی وہ شراب طہور ہے جسے پی کر ہر پروانہ والہانہ انداز میں جھوم اُٹھتا ہے۔ یہ مستی ورندی کا عالم اور یہ جنون قابلِ دید ہوتا ہے۔

فدا چشمِ ساقیِ کوثر ﷺ نے تجھ کو
ہے مستِ مئے سرمدی کر دیا

یہی وہ لازوال دولت ہے جسے حاصل ہوجائے وہ ہر قسم کے مال وزر سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔

گدا تیرے افضل سکندر سے ہیں
فقیروں کو تو نے غنی کر دیا

یہ فقر ومستی جس کا گزر شہنشاہوں کے قریب سے بھی نہیں ہوتا' فقیروں اور درویشوں کا ہی سرمایہ افتخار ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسے درویشوں اور اولیاء کی قدم بوسی کے لیے حاکمِ وقت نیازمندانہ حاضر ہوتے رہے ہیں۔ جو لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہیں وہ ایسے درویشوں کو تنگ دست سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کے جذب ومستی کا عالم اُن کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ عاشقانِ رسول ﷺ کی نظروں میں یہ غنا وفقر ہی لازوال دولت ہے۔
بقول فدا:

مجھ کو حاصل غنا و فقر تو ہے
کون کہتا ہے تنگ دست ہوں میں

جو عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب جاتا ہے وہ دُنیا سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ اُس کی میراث غنا وفقر اور اُس کا سرمایہ افتخار مدحت رسول ﷺ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ وہ اپنے آپ کو قسمت کا دھنی تصور کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی مدحت قرآن بیان کرتا ہے:

حاصل ہے شرف جس کو بھی دیدارِ نبی ﷺ کا

اللہ کی رحمت سے وہ قسمت کا دھنی ہے
ہاں اس سے سوا اور ہو کیا مدحت سرکار ﷺ
قرآن کا ہر حرف فدا نعت نبی ﷺ ہے

یہ خصوصیت فدا کی شاعری میں نمایاں ہے۔ نعتیہ کلام میں بالخصوص یہی جذبہ کارفرما ہے جس کی حدت قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ گویا یہ لفظوں کا وہ جادو ہے جو قاری کو سحر میں قید کر لیتا ہے۔ فدا کے ہاں روایت سے بغاوت نظر نہیں آتی۔ ایک محکم روایت سے تعلق اور وابستگی کی وجہ سے اُن کے اشعار میں پختگی اور متانت کا ایک ایسا سحر ملتا ہے جو اُن کے نعتیہ کلام کو دل آویز بنا دیتا ہے۔ فدا نے شعری روایت کو جس کامیابی سے نبھایا اور پروان چڑھایا' اس کا اندازہ درج ذیل اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

انوار اسم ذات کا بے شک ہے تو امیں
اور ہر مہر نبوت میں نگینہ تیرا

سائل انوار بن کر مہر و مہ صبح و مسا
در پہ آتے ہیں تمھارے باری باری واہ وا

رواں ہر نحو ہے اسی سمت دیکھو
ہیں استادہ جس جا خیامِ محمد ﷺ

اُن کی شاعری اس بات کا بہت واضح ثبوت ہے جس میں فنی پختگی بھی ہے اور تازگی و خوش رنگی بھی جو اُن کے کلام کو دل کش اور دل آویز بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فدا کی شاعری میں جا بجا شعری محاسن موجود ہیں۔ فدا کی نعتیہ شاعری میں عشق غالب اور فن مغلوب نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ فدا نے خود بیان کر دی ہے کہ عشق سرمدی انھیں وراثت میں ملا ہے۔ بقول ڈاکٹر وحید قریشی:

''فدا حسین فدا اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنھوں نے زبان و بیان کے تجربے بھی کیے

لیکن زیادہ کام قدیم روایت کو مستحکم رکھنے میں کیا۔ ان کے ہاں جو آہنگ ملتا ہے وہ سادہ ابھرا ہے۔ غالب کی طرح وہ احساسات کی مختلف تہوں کو بیان نہیں کرتے بلکہ اپنے احساسات کو سادہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔ جو عام پڑھنے والوں کے لیے دل کش ہوتا ہے''۔

نعت ایک ایسی صنفِ سخن ہے کہ جس کو اپنانا تو آسان ہے مگر نبھانا بہت مشکل ہے۔ فدا نے نہ صرف اس صنفِ سخن کو اپنایا بلکہ اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا:

عرشِ اعلیٰ سے شہیدانِ وفا کو اب بھی
نطق محبوبِ مشیت کی ندا آئی ہے

یہ میری خوش نصیبی ہے یہ فیاضی ہے قدرت کی
فدا اُس جانِ رحمت پر دل و جاں سے فدا ہوں میں

یہ شش جہات روشن ہیں نورِ مصطفیٰ ﷺ سے
بے شک ہیں شمعِ بزمِ رُشد و ہدیٰ محمد ﷺ

غرق ہوں بحرِ ندامت میں پریشاں حال ہوں
کھل نہ جائے یا نبی ﷺ اعمال کا میرے بھرم

نعت کے گل بوٹے وہی شاعر سجا سکتا ہے جس کا سینہ عشقِ رسول ﷺ سے منور ہو اور وہ قرآن و احادیث کی تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہو۔ فدا کے بارے میں یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اُن کے بعض نعتیہ اشعار احادیثِ مبارکہ اور قرآنی مفاہیم کی منہ بولتی تصاویر ہیں:

شرف حاصل مجھے بھی اب تو ہو جائے حضوری کا
خدا کی دید ہے تیرا نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

فدانہ صرف عشقِ رسول ﷺ میں سرشار تھے بلکہ حضورِ اکرم ﷺ کی عظمتِ ارفع و عظمیٰ کے شناسا بھی تھے۔ اسی لیے ان کی شعری لطافت، جدتِ ادا، دل نشیں و موثر پیرایہ بیان، عجز و سرور اور پر کیف مناظر سے مملو نظر آتی ہیں۔ صرف چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔ جن میں فدا نے قرآنی رُموز اور احادیث کا برمحل استعمال کیا ہے جو اُن کی فنی پختگی کی دلیل بھی ہے اور والہانہ عشق کی علامت بھی:

شانِ نزولِ آیۂ مازاغ ہے فدا
دل سے ملے جو دل تو نظر سے نظر ملے
پیدا عالم میں آج کے دن محبوب رؤف و رحیم ہوا
ہر صاحبِ دل ہے جس پہ فدا وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہوا

....

کیا وصف بیاں ہو تیرا شہا
خود حق نے کہا "لولاک لما"

....

اک روز حضوری ہو گی فدا
رکھ وردِ زباں "طٰہٰ یٰسین"

اُردو نعتیہ شاعری میں فدا کی طبع آزمائی کا ایک انداز، جس میں انھوں نے صنفِ مہملہ (غیر منقوط) میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا:

محمد ﷺ مالکِ کل اللہ اللہ
محمد ﷺ ہر دو عالم کا سہارا
محمد ﷺ مہر و ماہ کا محور
محمد ﷺ "سورہ حٰم" اطہر
محمد ﷺ سدرہ و اسرا کا دولھا
محمد ﷺ احمدِ مرسل دلارا

محمد ﷺ لمعہ صد مہر طٰہٰ
محمد ﷺ "ورد" وردِ لادوا کا

یہی وہ وجد کا عالم ہے کہ جس میں ڈوب کر شاعر نعت لکھتا ہے۔ جسے پڑھ کر قاری جھوم اُٹھتا ہے اور ایسی لذت سے ہمکنار ہوتا ہے جس کو ساری زندگی نہیں بھولتا۔ اعزاز احمد آذر اسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نعت گوئی، میرے نزدیک محض فنِ شعر گوئی کا اظہار نہیں ہے، یہ محض لفظوں کو ایک خاص ردھم میں ترتیب دینے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک کیفیت کا نام ہے جو روح کی سرشاری اور قلب وجاں کی حضوری سے پیدا ہوتی ہے...... میں تو اس نعت گوئی کی بات کررہا ہوں جو حسان بن ثابتؓ کے قلب سے پھوٹی، جس نے اقبال کو سرشار کیا، جو مولانا ظفر علی خاں کے اندر ہلچل مچا گئی۔ بس اسی پس منظر میں اسی تناظر میں حضرت فدا حسین فدا کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کیجیے، ایک کیفیت، ایک سرشاری، ایک وجد اور عشقِ رسول ﷺ میں شرابور ایک ماحول آپ کو دیر تک اور دور تک اپنے ساتھ رکھے گا"۔

حمد و نعت دراصل فدا کی شاعری کا ایک اہم ستون ہے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کے ناتے سے اُن کا دل شرابِ وحدت سے لبریز ہے۔ اُن کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں ایمان افروز اشعار کی کوئی کمی نہیں۔ وہ سچائی سے سوچتے اور خلوص سے اپنے خیالات کا فریم تیار کرتے ہیں، اُن کی نعت حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا خوبصورت امتزاج ہے۔ سردار علی احمد خاں، فدا کے نعتیہ کلام کا مختصر مگر جامع تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابوالطاہر فدا حسین فدا بستانِ محمدی ﷺ کے ایک بلبلِ شوریدہ سر ہیں۔ اُن کی نعتوں میں ایک مخصوص نغمگی ہے جو قاری کے حریمِ روح میں شمعِ ایمان کو منور کیے دیتی ہے۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کی گئی نعتیں، بس یوں سمجھیے کہ سچے موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ جن میں مزین موزوں الفاظ ڈھلکتے اور چمکتے ہوئے لولوئے لالا ہیں"۔

فدا کی نعتیہ شاعری میں ایسے کئی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے جو حقائق پر مبنی ہیں مگر عقل کی اُن تک رسائی نہیں مثلاً حضورِ اکرم ﷺ کی جسمانی معراج آج بھی بحث کا موضوع بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح چاند کا دو ٹکڑے ہونا بھی ایسا واقعہ ہے جو عقل کی رسائی سے باہر ہے۔ فدا ایسے موضوعات سے غافل نہیں رہے۔ عمدہ نعتیہ شاعری کے نمونے جا بجا اُن کے کلام میں نظر آتے ہیں:

تاب نظارہ لا نہ سکے طور پر کلیم
تھے عرش پہ جو صاحبِ اسریٰ تمھی تو ہو

....

نور نوری مثال بشر ہے قابِ قوسین پیشِ نظر ہے
نور ہی نور سب جلوہ گر ہے نور سے کوئی پردہ نہیں ہے

کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک اس کے دل میں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور اولاد سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہو اور یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں وہ مسلمان جو اپنی حیات کو عشقِ رسول ﷺ میں گزار دیتے ہیں۔ فدا کا دل بھی عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے۔ حضور ﷺ کی چاہت اُن کا ایمان اور حضور ﷺ کا عشق اُن کی آرزو ہے۔

تری خوشبو میری مشامِ جاں ترا عشق ہے میری آرزو
میں ہوں ایک ذرۂ نیستی تری ذات ہی کو ثبات ہے
میں قتیلِ عشقِ حبیب ﷺ ہوں میں نوائے حق کا نقیب ہوں
ترے ہجر میں شہِ حق نما ﷺ مرا اشک مثلِ فرات ہے
تری راہ شوق میں نیم جاں ہے فدائے زار کی تو اماں
ترا نام نامی ہے حرزِ جاں ترا ذکر عینِ نجات ہے

فدا کی سوچ کا مرکزی نکتہ یہی ہے کہ عشقِ رسول ﷺ اور ذکرِ رسول ﷺ کے بغیر ذکرِ الٰہی ہمیں منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ عاشقِ رسول ﷺ کہلوانے والے تو بہت ہیں

مگر صدیوں کے بعد ہی کوئی ایسا عاشقِ رسول ﷺ پیدا ہوتا ہے کہ جس کو کائنات بھی سلام کرتی ہے...... جس کے دل میں عشقِ رسول ﷺ رچا بسا ہوتا ہے۔

میرے روم روم میں تو بسے، تری یاد میری حیات ہے
مرے مصطفیٰ ﷺ شہِ انبیاء، تری ذات والا صفات ہے
ترا نام احمد مجتبیٰ ﷺ تری ذات مظہرِ کبریا
تو سراپا حسنِ جمیل ہے، تری بات شیریں نبات ہے
ترا نور حق کا ظہور ہے، ترا حسن جلوۂ طور ہے
ملی مہر و مہ کو جو روشنی، ترے حسن ہی کی زکات ہے

بلا مبالغہ یہ کہنا عین حق ہے کہ فدا کا نعتیہ کلام پڑھ کر عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو روح و بدن میں سرایت کر جاتی ہے اور قلب و ذہن معطر ہو جاتے ہیں۔ فدا کے نعتیہ اشعار نہایت سادہ اور سلیس ہیں۔ وہ اپنی ذات میں گم ہو کر ان لمحات کے قریب پہنچ گئے جہاں سے آفتابِ رسالت ﷺ کی شعاعیں اپنی روشنی بکھیر رہی تھیں، اسی روشنی اور نور کو دیکھ کر وہ محبوبِ خدا کے حسن کی توصیف بیان کرنے لگے۔ انھوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور پورے عجز اور کمال نیازمندی سے اپنی بے پایاں عقیدت سے مدحت کی لازوال شمعیں روشن کی ہیں۔ جس کی وجہ سے انھوں نے نعت گو شعراء کی صف میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے:

جنت کی جیتے جی ہمیں مل جائے گی نوید
ہو جائے خواب ہی میں جو رویت حضور ﷺ کی

....

مصحف رُخ ترا قرآن ہے اللہ اللہ
زینت ارض و سما شان ہے اللہ اللہ

☆☆☆☆☆

تحقیقی مقالہ برائے ایم۔فل (اُردو) سیشن ۲۰۰۲ء۔۲۰۰۴ء

فدا حسین فدا: شخصیت اور فن

(پ ۱۹۱۹ء)

مقالہ نگار

طلعت رشید

لیکچرار شعبہ اُردو

گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، قصور

نگران مقالہ

ڈاکٹر محمد سلیم ملک

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو

پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

موضوعات ونکات

خمستانِ سرمدی کی مہک

سردار علی احمد خاں

فدا حسین فدا پچھلے چند سالوں سے برابر نعتیں لکھ رہے ہیں۔ وہ بستانِ محمدی ﷺ کے ایک بلبل شوریدہ سر ہیں' ان کی نعتوں میں ایک مخصوص نغمگی ہے جو قاری کے حریمِ روح میں شمعِ ایمان کو منور کیے دیتی ہے۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش کی گئی نعتیں' بس یوں سمجھیے کہ سچے موتیوں کی لڑیاں ہیں جن میں مزین موزوں الفاظ ڈھلکتے اور چمکتے ہوئے لولوئے لالا ہیں۔

فدا کے شاعرانہ کمالات کا نمونہ ان کی کہی ہوئی نعتوں میں ملتا ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ان دنوں ہماری شاعری کی مقبول ترین صنف ہے جسے بجا طور پر دینی تقدس کا درجہ حاصل ہے۔

نعت گوئی کا صحیح حق وہی شاعر ادا کر سکتا ہے جو نبی کریم ﷺ کے عشق میں سرشار ہو اور حضورِ اعلیٰ ﷺ کی عظمتِ ارفع و عظمیٰ کا شناس ہو۔ فدا عاشقِ محبوبِ خدا (ﷺ) ہے۔ اس کی نعتیں شعری لطافت' جدتِ ادا اور دلنشیں پیرایہ بیان سموئے ہوئے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں بقول ڈاکٹر ریاض مجید' حضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتوں کے زیرِ اثر' ایک نعتیہ تحریک کا آغاز ہوا اور ہمارے علماء و صوفی شعرا نے اُردو نعت کو ایک نیا رنگ و آہنگ دیا۔ نعت گو شعرا کے چند ایک نام تبرکاً بیان کر دوں' محسن کاکوروی' غلام امام شہید' علامہ اقبال' سیماب اکبر آبادی' بیدم وارثی' مولانا ظفر علی خاں اور علامہ تاج عرفانی۔

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا ایک سلیم الطبع انسان' سخن شناس نیز پر گو اور معنی

شناسی میں ایک مقام رکھتے ہیں۔ عشقِ حبیبِ کبریا ﷺ کی نعتِ عظمیٰ مبداءِ فیاض نے فیاضی کے ساتھ ان کو عطا کیا ہے۔ ان کے سینہ میں چراغ ایمان کی روشنی اور کلام میں نورستہ گلوں کی خوشبو ہے۔ اپنے مجموعۂ نعت میں فدا صاحب نے مدنی سرکار ﷺ کے حضور پورے عجز اور کمال نیازمندی سے اپنی بے پایاں عقیدت سے مدحت کی لازوال شمعیں روشن کی ہیں۔ انھیں ہمارے معتبر نعت گو شعرا کی صف میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ان کے اشعارِ نعت ایسے تروتازہ' حسین و جمیل پھولوں کا گلدستہ ہیں جن کی مہک سے قاری یا سامع کا مشامِ جاں معطر اور روح پرسکون ہو جاتی ہے۔

ابوالطاہر فدا حسین فدا کا نعتیہ کلام "خمستانِ سرمدی" پڑھا اور ان کے لیے دُعائے خیر کے لیے لب وا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر کثیر عطا کریں۔ (آمین)

ان کی نعتیں پڑھنے کے بعد کچھ ایسی کیفیت ہوتی ہے:

اُن ﷺ کی مدحت کا ہر اک لفظ ہے مشک و عنبر
جب پڑھی نعت تو اشعار سے خوشبو آئی

دردمند اُمتی نعت سن کر یا پڑھ کر پکار اُٹھتا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ کا درد ہی ہر درد کا درماں نکلا
نکلا آنسو بھی تو غارت گرِ عصیاں نکلا

فدا صاحب شاعر پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی سرشت میں شاعری کچھ اس طرح رچی بسی ہوئی ہے جیسے نیشکر میں حلاوت' حلاوت کے بغیر نیشکر کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ فدا صاحب سے شاعری کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ فدا صاحب کے کلام میں روانی ہے۔ وہ سخت قوافی اور مشکل ردیفوں کو نہایت آسانی سے نباہ لیتے ہیں۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ طبعاً شاعر پیدا ہوئے ہیں۔

علامہ عرشی امرتسری

فدا حسین فدا کی نعت نگاری

ڈاکٹر سید نواز حسن زیدی

نعت ایسی صنف سخن ہے جس کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے۔ اگر چہ غیر مسلم شعرا نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن نعت کہنے کے لیے شرط اوّل محرک اولی حب رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ ہے۔ جب تک عشق نبی ﷺ کی مضبوط بنیاد موجود نہ ہو روحانی تجربہ ممکن نہیں اور اس روحانی تجربے کے بغیر نعت ہو ہی نہیں سکتی۔ دورِ حاضر کے معروف نعت گو کا موٴقف ہے۔

ہمارا کام ہے ڈوبے رہیں عشق پیمبر ﷺ میں
محبت کو غذا تو روح کے اندر سے ملتی ہے

نعت کے اساسی محرکات میں عقیدت، عشق رسول ﷺ، اطاعت رسول، حصول ثواب اور شفاعت کی طلب شامل ہے۔ اس لیے کہ نعت میں جذب و مستی کی فضا انھی محرکات کی شدت سے راست متناسب ہوتی ہے۔

صنف نعت کا باقاعدہ آغاز ہجرت مدینہ کے بعد ہوا اور صحابہ کرامؓ نے نعت گوئی کے جو گل ہائے عقیدت نبی اکرم ﷺ کے حضور پیش کیے ان کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ فتح ایران کے بعد اس مقدس صنف سخن کو، رودکی، حکیم سنائی، انوری، رومی، فردوسی، نظامی گنجوی، عطار، سعدی اور جامی ایسے شعرا نے اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا۔

اردو زبان کی ابتدا کے ساتھ ہی اردو نعت گوئی کا آغاز ہوا اور اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ کے دیوان میں نعتیہ غزلیں اور منظومات موجود ہیں۔ شمالی ہند میں نعتیہ شاعری کے آغاز سے اردو نعت ایک مرغوب و مقبول صنف کے طور پر اپنے قدم جما چکی تھی۔

شمالی ہند میں بھی نعت کی مقبولیت کا سہرا صوفیاء کرامؒ کے نام ہے تاہم میر و سودا کے عہد میں جہاں اردو شاعری کی دیگر اصناف بام عروج پر نظر آتی ہیں وہاں اردو نعت گوئی کو بھی ایک باقاعدہ صنف سخن کی حیثیت حاصل ہوئی۔

سودا کے نعتیہ قصائد کے بعد مصحفی اور مومن نے اس روایت کو آگے بڑھایا اور رفتہ رفتہ اردو نعت گوئی پورے برصغیر کی اہم اور معتبر صنف سخن قرار پائی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل جن شعرا نے اردو نعت کو اپنے تبحر علمی سے جدت آفرینی اور کمال فن کی بلندیوں تک پہنچایا ان میں امیر مینائی اور محسن کاکوروی نمایاں ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اردو شاعری کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس بدلے ہوئے تناظر میں نعت میں بھی معاصر سیاسی و سماجی مسائل سموئے جانے لگے اور حالی، شبلی، مولانا احمد رضا خاں، نظم طباطبائی، علامہ اقبال، ظفر علی خاں اور حفیظ جالندھری نے اسے قومی شاعری کا اہم حصہ بنا دیا۔ اب نعت مسدس مدوجزر اسلام اور شاہنامہ اسلام بن کر مسلمانوں کو مایوسی کے اندھیروں سے نکالنے اور ان میں زندگی کا حوصلہ اور بیداری پیدا کرنے کے لیے منظر عام پر آ کر اپنا وقیع اور موٴثر کردار ادا کرنے لگی۔

قیام پاکستان کے بعد یہی مستحکم اور معتبر روایت جدید نعت گو شعرا تک منتقل ہوئی۔ اس روایت کو آگے بڑھانے والوں میں بہزاد، ماہر القادری، عبدالعزیز خالد، حافظ مظہر الدین، حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب، احسان دانش، مظفر وارثی، سیف زلفی، قیوم نظر، راغب عرفانی، وحید الحسن ہاشمی اور احمد ندیم قاسمی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ان معتبر شعرا کی صف میں ایک اہم نام ابوالطاہر فدا حسین فدا کا بھی ہے جو کم و بیش نصف صدی تک عشق رسول ﷺ کے جادہ پر محو سفر رہے۔ ان کی داستان سفر ''خمستانِ سرمدی'' کے عنوان سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی۔

ابو طاہر فدا حسین فدا (۱۹۱۹ء۔۲۰۰۶ء) علامہ تاج عرفانی اور آغا حشر کے تلامذہ میں شامل تھے۔ انھوں نے غزل، نظم، قصیدہ اور نعت ایسی معروف اصناف سخن میں طبع

آزمائی کی۔ انھوں نے ۱۹۳۸ء میں ایک مدیر کی حیثیت سے ادبی زندگی کا آغاز کیا پھر مختلف
ادبی رسائل کے مدیر رہے۔ فنِ تاریخ گوئی میں انھیں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اگرچہ انھوں نے
۱۹۳۰ء میں غزل سے اپنی شاعری کی ابتدا کی۔ لیکن بہت جلد ان کا قلم دربار مصطفیٰ ﷺ میں
سربسجود ہو گیا۔ امیر مینائی اور احمد رضا خاں بریلوی کی نعت گوئی نے فدا حسین فدا کو نعت گو
شعرا کی صف میں لا کھڑا کیا۔ انھوں نے امام احمد رضا خاں کی نعت گوئی پر ایک باقاعدہ
مضمون لکھ کر خراجِ تحسین بھی پیش کیا۔

فدا حسین فدا نے غزل بھی کہی۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ غزل وہ صنف
سخن ہے جس میں اعلیٰ شعر کی اعلیٰ ترین خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ غزل کی ایک خوبی اس
کی قدامت اور دوسری محبوبیت ہے اور یہ محبوبیت غزل ہی سے مخصوص ہے۔ علاوہ ازیں
غزل میں قافیے اور ردیف کے التزام سے جو حسن بیان پیدا ہوتا ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔
شاید یہی وجہ ہے کہ فدا نے زیادہ تر نعتیں غزل ہی کی ہیئت میں لکھی ہیں۔ ایک نعت کے چند
اشعار دیکھیے:

محمد ﷺ شہریار لامکاں ہیں
محمد ﷺ رازدارِ کن فکاں ہیں
حضوری اک نہ اک دن ہو گی ان کو
غمِ فرقت میں جو گریہ کناں ہیں

فدا حسین فدا کا تعلق شعرا کی اس جماعت سے نہیں جو ریڈیو، ٹیلی ویژن یا رسائل
کے لیے نعت لکھ کر جلبِ منفعت اور حصولِ جاہ کے متلاشی ہیں۔ یہ درویش تو نعت لکھ کر اپنے
آقا سے اظہارِ عقیدت کرتا ہے۔ گویا نعت گوئی مقصود بالذات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی
نعت میں روحانیت اور سرشاری و سرمستی کی کیفیت موجود ہے۔ چند اشعار اس حوالے سے
ملاحظہ کیجیے۔

مولا نے محمد ﷺ کے در کی بخشی ہے گدائی کیا مجھ کو ـ

اک ذرّہ خاک آلودہ کو خورشید منور کر ڈالا

....

سوئے مدینہ جاؤں گا لوٹ کے پھر نہ آؤں گا
خاک درِ شہ امم ﷺ سر پر ملوں گا دیکھنا

....

پلا دیجیے چشم میگوں سے آقا ﷺ
کہ یہ رند ہے تشنہ کام اللہ اللہ

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصی معجزات عطا فرمائے ان کا منکر دائرہ ایمان
سے خارج ہے۔ چنانچہ دیگر انبیاء کو جو معجزات عطا کیے گئے تھے' ان میں سے بیشتر آپ
ﷺ کی ذاتِ اقدس میں یکجا نظر آتے ہیں۔ اسی حقیقت کی جانب اس شعر میں اشارہ ہے:

حسنِ یوسفؑ ، دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

فدا کی نعت میں بھی ان معجزات کا کثرت سے تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ شق القمر
اور رجعت شمس جیسے معجزات کو ثابت کرنے کے لیے کوئی عقلی دلیل پیش کر کے سر سید احمد
خاں بننے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ نہایت فخریہ انداز میں ان معجزات کو شان مصطفیٰ ﷺ قرار
دیتے ہیں۔

تری ایک جنبشِ انگشت سے شق القمر دیکھا
عجب اعجاز تھا تیرا اشارا یا رسول اللہ ﷺ

....

کرتا ہوں جب نگاہ میں قلب دو نیم پر
آتا ہے یاد معجزہ ماہِ دو نیم کا

....

رجعت شمس ہو یا معجزہ شق قمر
ہر اشاراہ ترا فرمان ہے اللہ اللہ

اردو نعت نے ہندی زبان کے اثرات بھی قبول کیے اور یوں ہندی زبان کے

الفاظ، علائم و رموز اور تشبیہات و استعارات کا استعمال نعتیہ مضامین میں ہونے لگا۔ دیگر شعرا کے علاوہ مولانا احمد رضا خاں کی نعت میں ہندی زبان اور ہندی تہذیب و معاشرت کا عکس نظر آتا ہے۔ چنانچہ ان کی یہ معروف نعت ہندی اثرات بھی لیے ہوئے ہیں۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

....

مرا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا

فدا حسین فدا مولانا احمد رضا خاں سے حد درجہ متاثر تھے۔ اس لیے انھوں نے بھی مولانا احمد رضا خاں کے تتبع میں ایک نعت انھی کے رنگ میں کہی۔ اس نعت میں ہندی زبان اور ہندوستانی فضا جلوہ گر ہے۔ اور فدا کی ہندی زبان سے شناسائی اور اس زبان میں مہارت کا بین ثبوت بھی ہے۔ اس نعت کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

من کلپت ہے، تن پھڑکت ہے، دل دھڑکت ہے، جی تڑپت ہے
مری آنکھ بھی دید کو ترست ہے، اندھیر جہاں ہے بن تیر
کن چرنوں میں سیس نوائے فدا، کسے رو رو کے حال سنائے فدا
کوئی ترس فدا پہ نہ کھائے فدا، کہاں جائے اماں ہے بن تیرے

آپ ﷺ کے حلیہ مبارک، آپ ﷺ کے چہرہ انور اور مقدس زلفوں کی تعریف و توصیف ابتدا سے نعت کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے والضحیٰ چہرے اور والیل زلفوں کی قسم کھائی ہے۔ آپ ﷺ کو کالی کملی کے حوالے سے مخاطب کیا ہے۔ فدا نے بھی اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کے روئے زیبا اور گیسوئے خم دار کی تعریف و توصیف میں اپنا زور قلم صرف کیا ہے۔ ذیل کے اشعار فدا کی اس عقیدت کے مظہر ہیں۔

زلف نبی ﷺ کی مہک سے عالم تمام مشک بیز
گیسوئے مہوشاں خجل اس کی جو روشنی نہیں

....

ابر رحمت کی گھٹائیں ہیں حقیقت میں یہی
آپ ﷺ کے گیسوئے خم دار رسول ﷺ عربی

آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر شے قابل تکریم ہے۔ چنانچہ شہر مدینہ جو آپ ﷺ کی آمد سے قبل یثرب تھا' مدینۃ المنورہ قرار پایا اور آپ ﷺ سے رشتہ محبت استوار کرنے والے صحابہ کرامؓ کہلائے جنھیں آپ ﷺ نے ایسے روشن ستارے قرار دیا جن کی رہنمائی میں سفر کرنے والا رشد و ہدایت کا مسافر کہلاتا ہے۔ فدا حسین فدا نے اپنے آقا (ﷺ) کے شہر مدینہ اور اصحاب محبوب کبریا کی مدح سرائی میں بھی زور قلم صرف کیا ہے۔ اس لیے کہ بقول غالب

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

ذیل کے چند اشعار اس حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں۔

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
ترے دیں کے ہیں چاروں افسر شہ دیں ﷺ

....

بوبکرؓ و عمرؓ ہیں ترے یاران و فاکیش
عثمانؓ ہے دل دار تو محبوب علیؓ ہے

....

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ
رسول اللہ ﷺ کے روح رواں ہیں

ذکر رسول ﷺ عین عبادت ہے اور نعت ذکر مصطفےٰ ﷺ کا معتبر ذریعہ ہے۔ اسی لیے نعت گو شعرا کے نزدیک ان کی یہ شاعری توشۂ آخرت بھی ہے۔ فدا حسین فدا کو اپنی غزل پر فخر ہے نہ نظم پر۔ اگر فخر ہے تو اپنی نعت پر۔ انھیں یقین ہے کہ ان کے نعتیہ اشعار بارگاہِ رسالت میں شرف باریابی کا اعزاز ضرور حاصل کریں گے۔ انھیں اپنی نعت پر اس قدر اعتماد ہے کہ نعت میں خار بیاباں کو غیرتِ گلزار میں تبدیل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ انھیں دربار رسالت کے ادنیٰ شاعر ہونے پر فخر ہے اور دل میں یہی خواہش کروٹ لے رہی ہے

کہ اللہ تعالیٰ انھیں حضرت حسانؓ بن ثابت جیسا جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ عطا فرما دے۔ فدا حسین فدا کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ان کا قلم آپ ﷺ کی مدح سرائی کا حق ادا کرنے سے یکسر محروم ہے۔ ''خمستان سرمدی'' سے چند اشعار اس حوالے سے دیکھیے۔

کلام نعتیہ بلبل بیاباں میں اگر گائے
تو ہر خارِ بیاباں غیرت گلزار ہو جائے

....

یہ نصیبا مرا اللہ رے اعزازِ فدا
مَیں بنوں شاعر دربارِ رسول عربی ﷺ

فدا حسین فدا نے اپنے فن اور شاعرانہ صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ایک غیر منقوط نعت بھی کہی اور یوں اردو کے ان معدودے چند اساتذہ کی صف میں شامل ہو گئے جنھیں غیر منقوط کلام کہنے میں مہارت حاصل تھی۔ مدح احمد مرسل ﷺ درصنف مہملہ (غیر منقوط) کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

محمد ﷺ مصدر ذرہا سراسر — محمد ﷺ مرسل و ممدوح داور
محمد ﷺ اسم۔ سر اللہ کا — محمد ﷺ گوہر احمر حرا کا
محمد ﷺ سدرہ و اسرا کا دولھا — محمد ﷺ احمد مرسل دُلارا

فدا حسین فدا نے اپنی نعت میں جو عربی فارسی اور ہندی تراکیب استعمال کی ہیں، وہ زبان و بیان پر ان کی قدرت، ان کے ذخیرہ الفاظ کی وسعت اور قادر الکلامی کا ثبوت ہیں۔ ان تراکیب کا فنکارانہ استعمال شعر حسن و دلکشی میں اضافے کا باعث ہے۔ لیکن کہیں آورد یا تصنع کا گمان نہیں ہوتا۔ فدا حسین فدا کے ہاں استعمال ہونے والی تراکیب میں سے چند نمونے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

سوزِ غم فراق، رشک صد خزانہ الفت، معمورہ شاہ خوباں، شناسائے الامر فوق الادب، اسیر حلقہ زلف دراز، صہبائے مئے توحید، کحل البصر، آیہ مازاغ، اور بزم رشد وہدیٰ۔

فدا حسین فدا کے فن نعت نگاری اور ان کی نعت کے محاسن پر بحث کے لیے ایک

دفتر درکار ہے۔ تاہم اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ فدا کا کلام وارفتگی اور شیفتگی کا مظہر ہے۔ ان کی نعت سوز و درد اور جذب و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ انھوں نے مختصر اور طویل بحروں میں آپ ﷺ سے عقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ یہ ان کی ہنرمندی اور جگر کاوی کا اعجاز ہے کہ مختصر بحر کی نعت میں بھی وہی جذب و کیف نظر آتا ہے جو طویل بحر کی نعت کا خاصہ ہے۔

غرض یہ کہ فدا حسین فدا کی نعت میں عشق نبی ﷺ کے مقدس جذبات کا ایک سمندر موجزن ہے۔ انھوں نے آپ ﷺ کی صفات عالیہ اور معجزات کو بھی نظم کیا ہے۔ دیدارِ نبی ﷺ کی خواہش بھی کروٹ لے رہی ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کے اسمائے مبارک بھی جگمگا رہے ہیں۔ یوں فدا کی نعت توشہ آخرت بھی ہے اور اردو نعتیہ شاعری میں گراں قدر اضافہ بھی ہے۔ بلاشبہ فدا حسین فدا اپنے عہد کے صفِ اوّل کے نعت نگاروں میں نمایاں مقام کے حامل ہیں۔

☆☆☆

سجع

مظلوم جو سمجھتے ہیں، سمجھا کریں اسے
میرے لیے ہے فاتح کرب و بلا حسینؓ
بزدل نہ تھا کہ موت سے ڈر کر وہ بھاگتا
خود موت پر جھپٹ پڑا شیرِ خدا حسینؓ
ہر چیز سے عزیز تھی اس کو رضائے حق
ہر چیز دے کے لے گیا حق کی رضا حسینؓ
حق! چاہتا تھا کوئی شہیدوں کا ہو امام
اس نے بھی اس غرض کے لیے چُن لیا حسینؓ
اختر غرض وہ طالب و مطلوب تھے بہم
حق تھا ''فدا حسینؓ'' پہ حق پر ''فدا حسینؓ''

اختر واصفی

فدا حسین فدا کی نعتیہ شاعری

محمد شہزاد مجددی

نعت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے اپنی قلبی و روحانی وابستگی کے منظوم ومنثور اظہار کا نام ہے۔ مومن کا دل اپنے آقا ومولا علیہ التحیۃ والثناء کی محبت وتعظیم کے جذبات سے لبریز ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب وممدوح کی بارگاہ میں ہر دم ہر لحظہ اور ہر ساعت ہدیۂ عقیدت ونذرانۂ مودت پیش کرنے کا متمنی رہتا ہے۔

بقول حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ:

کون سے دل میں نہیں یادِ رسول ﷺ
قلب مومن مصطفیٰ آباد ہے

علامہ اقبالؒ نے اسی مضمون کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ ست
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ ست

خلاقِ کائنات نے چونکہ اپنے کلام قدیم قرآن مجید میں اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت واتباع کے ساتھ ساتھ ان کی تعظیم وتکریم کا بھی تقاضا فرمایا ہے اور ''صلوا علیه وسلموا تسلیما'' کہہ کر ایمان والوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف وثنا میں مشغول رہنے کا بھی حکم دیا ہے لہٰذا حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک اُمت مسلمہ نے نعت گوئی وثنا خوانی کو اپنا مستقل وظیفہ بنا لیا اور یادِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حرزِ جاں سمجھتے ہوئے اس ذکر میں تسلسل کے ساتھ مشغول ومصروف ہیں۔

نعت بطور صنف سخن اُردو ادب کے ماتھے کا جھومر ہے، عربی اور فارسی ادب سے پھوٹنے والے یہ فضائل وشمائل حبیب کے چشمے وادی اُردو کے دامن میں آ کر ٹھہرے اور

وسیع وعریض جھیلوں کی شکل اختیار کرتے چلے گئے اور شعراء اُردو نے اس صنف کو دل وجان سے خوش آمدید کہا اور پھر مستقل نعتیہ دواوین سامنے آتے چلے گئے۔ محسن، رضا اور امیر کے بعد جامی واقبال سے حفیظ تائب تک اُردو نعت نے مقبولیت وپذیرائی کا خوش گوار سفر بڑی کامیابی سے طے کیا اور پھر یہ دور اُردو کا ''عہد نعت'' کہلایا۔ اسی عہد سعادت میں ایک نام اُفق ادب پر 'ابوالطاہر فدا حسین فدا' کی صورت میں اُبھرا اور فن تاریخ گوئی اور قطعات تاریخ کے حوالے سے مقبول ومعروف ہوا۔ جناب فدا مرحوم اُردو پنجابی زبانوں میں یکساں مہارت سے شعر کہتے تھے۔ دیگر رائج اور مصروف اصناف سخن کے علاوہ انھوں نے نعت گوئی میں بھی اپنا ایک نام اور مقام پیدا کیا۔

علامہ تاج عرفانی سے نسبت تلمذ اور دینی وروحانی انتسابات کے علاوہ ذاتی ایمانی ووجدانی کیفیات نے انھیں نعت شریف جیسی مقدس صنف کی طرف مائل کیا اور وہ ابتدا ہی سے نعت کہنے لگے۔ حال ہی میں ان کا نعتیہ مجموعہ ''خمستانِ سرمدی'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے، جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت فدا ۱۹۳۸ء سے نعت لکھ رہے تھے۔ چنانچہ اس مجموعہ نعت کے بعض اوراق پر ہر نعت کے آخر میں تاریخ اور مقام تحریر بھی لکھا گیا ہے۔ کہیں لکھا ہے، کلکتہ ۱۹۳۸ء، کہیں لکھنؤ ۱۹۴۱ء، کہیں کراچی ۱۹۴۵ء وغیرہ۔

ان اعداد وشمار پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب فدا نے ایک متحرک زندگی گزاری اور سفرِ زیست میں تحصیل علوم وفنون کے کئی مراحل طے کیے اور اساتذۂ فن سے بھرپور استفادہ کیا تب جا کر وہ خود استادِ سخن کے مقام تک پہنچے اور بھرپور شعری زندگی بسر کی۔

خشک سیر دل شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

حضرت فدا کے نعتیہ کلام ''خمستانِ سرمدی'' کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اکابر اساتذہ نے بجا طور پر نعت کو ''تلوار کی دھار'' اور ''پل صراط'' سے تعبیر کیا ہے۔ ۲۲۴ صفحات

پر مشتمل ''خمستانِ سرمدی'' کا آغاز حسب روایت حمد باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔

جلوہ فگن وہ نور کہاں ہے کہاں نہیں
دیکھو تو ذرے ذرے میں وہ کب عیاں نہیں

.....

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد رب للعلمیں کا ہے قلم میرا

''زمزمۂ وحدت'' کے عنوان سے حمد یہ مضامین کو لا الہ الا اللہ کی ردیف میں خوبصورتی سے منظوم کیا ہے۔ یہ اشعار پڑھ کر بے ساختہ علامہ اقبال کی مشہور نظم یاد آ جاتی ہے جس کا آغاز اس شعر پر ہوتا ہے۔

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ

جناب فدا کی نعتیہ شاعری جذبوں کی صداقت اور کیفِ مسلسل کی آئینہ دار بھی ہے اور ایمانی وروحانی واردات سے معمور و مملو بھی دکھائی دیتی ہے۔ ایک شعر دیکھیے:

مصحف رُخ ترا قرآن ہے اللہ اللہ
یا نبی ﷺ میرا یہ ایمان ہے اللہ اللہ

مزید دیکھیے:

حق نے فرمایا ہے فرقاں میں ترا ذکرِ جمیل
ارفع و اعلیٰ تری شان ہے اللہ اللہ

ایک نعت کا مطلع ہے:

اے صاحب لولاک تو عالم کا نبی ہے
جنت سے فزوں تر ترے طیبہ کی گلی ہے

حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکت سے جناب فدا کا دل صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت اطہار کی محبت و مودت سے بھی لبریز نظر آتا ہے، چنانچہ وہ اپنے

نعتیہ ارمغان میں جا بجا ان نفوس قدسیہ کا بھی تذکرہ کرتے ہیں۔

جو بکرؓ و عمرؓ ہیں ترے یارانِ وفا کیش
عثمانؓ ہے دل دار تو محبوب علیؓ ہے

.....

کیا تھا کسی نے زندہ کشت دیں کو خون سے اپنے
نواسہ آپ ہی کا تھا شہید کربلا آقا ﷺ

جناب فدا نے فکر حسان رضی اللہ عنہ سے لے کر فیضان رضا تک سبھی سرچشموں پر نظر رکھتے ہوئے مراحل نعت کو طے کیا ہے، فرماتے ہیں:

کھویا رہوں تمھارے تصور میں صبح و شام
پیدا ہو دل میں جذبۂ حسان یا رسول ﷺ

انھوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی زمینوں میں بھی طبع آزمائی کی ہے:

عرش سے تا فرش ہے ہر سو تمھاری واہ وا
ہے تمھاری واہ وا سے ہی ہماری واہ وا

''خمستانِ سرمدی'' کا قاری دوران مطالعہ جہاں ادبی و شعری محاسن سے لطف اندوز اور محظوظ ہوتا ہے، وہاں اسے بعض علمی و ادبی، تاریخی و واقعاتی اور فنی تسامحات اور اسقام سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو یقیناً بشری خاصہ اور انسانی لازمہ ہے، بقول امیر

خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن میں رہے

ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ ایڈیشن میں نظر ثانی کے بعد یہ مجموعۂ نعت اور بھی شفاف اور پاکیزہ حالت میں اہل علم و دانش سے داد تحسین حاصل کرتا رہے گا۔

☆☆☆

حضرت فدا حسین فداؒ کی نعتیہ شاعری

تحریر: مختار جاوید منہاس

پاکستان کے ممتاز نعت گو شاعر' ماہنامہ "نعت" کے مدیرِ اعلیٰ اور فروغ نعت کیلئے اپنی زندگی وقف کر دینے والے مردِ قلندر جناب راجا رشید محمود' اُستاذ الشعراء حضرت ابوالطاہر فدا حسین فدا مرحوم کی ادبی و فنی خدمات کے حوالے سے اپنے مؤقر ماہنامہ "نعت" کی ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ راقم الحروف کو حکم ہوا ہے کہ عنوانِ بالا کے تحت کچھ عرض کروں۔

یہ "عنوان" ہے کہ سراپا احتجاج بنا مجسم میرے سامنے کھڑا ہے اور بار بار مجھے میری "اوقات" یاد دلاتا ہے۔ میں...... "ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم" کی تصویر بنا' کئی روز سے حیران و سرگراں ہوں' مگر بات بنائے نہیں بن رہی۔ بزرگوں سے سن رکھا ہے اور اسے پلے سے باندھا ہے کہ:

جس کا کام اسی کو ساجے
اور کرے تو ٹھینگا باجے

سخن گستری اور سخن فہمی کے بحرِ بے کنار کے شناور ہی یہ حق رکھتے ہیں کہ اس باب میں زبان سخن کھولیں۔ ہمارے لیے تو عافیت اسی میں ہے کہ اس بھاری پتھر کو چوم کر الگ جا کھڑے ہوں۔ مگر اعتذار و فرار کی راہیں' خوش گمانیوں نے مسدود کر رکھی ہیں۔

وجہ اس کی شاید حلقۂ موسوی کے ساتھ وابستگی ہے۔ یہ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی "کرامت" نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم جیسوں کو "صاحبِ کتاب" بنا دیا اور اُن کے بعد اُن کے ہی ایک نیاز مند اور ہمارے مربی جناب ظہور الدین خان امرتسری کا جنون ہر دم فزوں ہے کہ پاکستان شناسی کے ساتھ ساتھ "دوست پروری" کی رسم پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ یہ انھی کا "کرشمہ" ہے کہ اپنی مسلمہ بے بضاعتی کے

باوصف کچھ گزارشات قلمبند کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

قارئین با تمکین پر گراں گزرنے والی اس تمہید طولانی پر دلی معذرت کے بعد گزارش ہے کہ اس عاجز کی باتیں یقیناً بے ربط اور کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا...... کی ذیل میں آئیں گی کہ فنِ شاعری کی باریکیوں سے قطعی نابلد ہونے کے باعث جو کچھ بھی عرض کروں گا' وہ ایک عامی کی عام سی باتیں ہوں گی۔ یوں یہ تحریر گراں بہا علمی و ادبی مضامین کے درمیان ایک سوت کی "اَنّی" کی مانند ہوگی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضرت فدا حسین فداؒ کی پون صدی سے زیادہ پر محیط ادبی اور صحافتی زندگی ہر ہر رنگ سے بہت شاندار اور طرح دار نظر آتی ہے۔ لیکن اس میں نمایاں ترین گوشہ ان کی شاعری ہی ہے۔ شاعری کی ساری ہی اصناف میں اُن کی طبع آزمائی' مکمل مہارت اور بلندیٔ فن کی آئینہ دار ہے۔ اگر بلند پایہ غزلیں اور نظمیں اُن کے کلام کا حصہ ہیں تو قطعاتِ تاریخ کے میدان میں اُن کے منفرد اور ممتاز مقام پر ایک زمانہ گواہ ہے۔ ہر بڑے آدمی کی طرح اپنے علم کی روشنی سے نئے چراغ جلانا انھیں بہت محبوب و مرغوب تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے اکثر حضرات صاحبانِ دیوان ہوئے اور شہرت کی بلندیوں پر سرفراز ہوئے۔

شاعر اگر مسلمان اور صاحبِ ایمان ہے تو یہ ممکن نہیں کہ اس کا قلم بارگاہِ وجہِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سجدہ ریز نہ ہو۔ پھر جس درجہ کا ایمان اور ایقان اُسے حاصل ہوگا' اسی نسبت سے عقیدت و محبت کا اظہار اس کے کلام میں نظر آئے گا۔

جناب فدا حسین فدا اپنی روح کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا تھے۔ لگ بھگ ستر برس تک وہ بصد ادب و نیاز' محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور خوبصورت نعتوں کے نذرانے پیش کرتے رہے۔

نعت کہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ وہ عظیم کام ہے۔ جس کی ابتدا خود رب محمد نے

کی۔ سارے کا سارا قرآن نعت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء ہی تو ہے۔ الہامی اور تاریخی کتب
شاہد ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء ورسل علیہم
السلام نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی میں رطب للساں رہے۔ صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تو وظیفۂ زندگی ہی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں
درود وسلام کے نذرانے پیش کرنا اور ہر آن آپ کی مدح وثنا کرتے رہنا تھا۔ معروف مدح
گویان بارگاۂ نبوت حضرات سیدنا حسان بن ثابت، کعب بن زہیر اور عبداللہ بن رواحہ رضی
اللہ عنھم کے علاوہ خلفائے راشدین میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ، اور خانوادہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا سدا بہار نعتیہ کلام بعد کے آنے والوں کیلئے قطب نما کا
مقام رکھتا ہے۔

یوں تو کرہ ارضی کے ہر ہر حصہ میں مسلمان شعرا نے اپنی اپنی زبان میں اپنے آقا
ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی ہے۔ لیکن قدرتی طور پر ہمارے ہاں عربی کے
بعد فارسی کا نعتیہ کلام، عوام تک پہنچا اور مقبول ہوا۔ حضرت فریدالدین عطار، مولانا جلال
الدین رومی، حضرت شمس تبریزی، شیخ سعدی، مولانا جامی، حافظ شیرازی، محمد جان قدسی، جمال
الدین عرفی (رحمہم اللہ) اور ان گنت دوسرے شعرا کے گلہائے عقیدت کو زبردست پذیرائی
حاصل ہوئی اور فی الواقعہ یہی اُردو نعتیہ شاعری کی بنیاد ٹھہرے۔ خود برِ عظیم پاک وہند میں
غالب اور اقبال کے فارسی نعتیہ کلام کے مقام ومرتبہ سے کون انکار کر سکتا ہے۔

اُردو شاعری کے ابتدائی عہد میں قطب شاہ، قاضی محمود بحری اور حضرت بندہ نواز
گیسودراز سے لے کر امیر مینائی اور اُستاد ذوق تک کی بلند پایہ نعتیں ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں۔
پھر شعرا کی ایک طویل فہرست ہے جو اپنی اپنی جگہ بہت نامور ہیں، بارگاہِ ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں دست بستہ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں۔ محض مثال کے
طور پر حضرت محسن کاکوروی، سیماب اکبرآبادی، بیدم وارثی اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی لیے جا سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو گویا ایک روایت کے بانی وامام ہیں جس کی پاسداری
ایک گروہ سخنوراں کرتا نظر آتا ہے۔ آپ نے "با محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوشیار"......
کے پُل صراط کو جیسے طے کیا ہے، وہ بس آپ ہی کا حصہ ہے۔ جناب فدا حسین فدا بھی اسی
قافلے کے ایک فرد منفرد ہیں کہ ان کے کلام میں یہ رنگ جھلکتا ہی نہیں، چھلکتا دکھائی دیتا
ہے۔ بعض نعتوں کے ساتھ تو فدا صاحب نے اس امر کی باقاعدہ تصریح بھی کر دی ہے۔
تفصیل کے لئے ان کا نعتیہ مجموعۂ کلام "خمستانِ سرمدی" ملاحظہ فرمائیں۔

"خمستانِ سرمدی" ۲۰۰۲ء میں منصۂ شہود پر آئی اور اہل علم ومحبت میں بے حد
مقبول ہوئی۔ حضرت فدا حسین فدا نے اس مجموعہ میں شامل نعتوں کے علاوہ بھی یقیناً حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی ہوگی۔ جس کی اشاعت ان کے لائق ومحترم
جانشین جناب طاہر ابدال طاہر کبھی نہ کبھی ضرور کریں گے۔ یہ مجموعہ اپنی جگہ بہت ہی
خوبصورت اور بے مثال نعتوں کا ایسا مرقع ہے جو اس صنف میں ایک بلند مقام رکھتا ہے۔

میرا یہ منصب نہیں کہ اس مجموعہ میں شامل کلام کے بارے میں کوئی کلام کروں۔
ایک عام قاری کی حیثیت سے بعض ایسے اشعار کے تذکرے پر بات ختم کروں گا، جنھوں
نے اس فقیر کے دل پر براہ راست اثر کیا۔ شاید اسی کو

از دل خیزد و بر دل ریزد

کہا جاتا ہوگا۔

اے دل ہٹا تو چشمِ بصیرت سے دیکھ کر
کیا ہر وجود میں وہی روح رواں نہیں

سائلِ انوار بن کر مہر و مہ صبح و مسا
در پہ آتے ہیں تمھارے باری باری واہ وا

اُٹھ گئے پردے تعین کے شبِ اسریٰ تمام
ہو گیا آخر ظہور پردہ داری واہ وا

رواں ہر نحق ہے اسی سمت دیکھو
ہیں استادہ جس جا خیامِ محمد ﷺ

ہاں ذکرِ محمد ﷺ سے بدل جائے گی قسمت
یہ نسخۂ اکسیر ہے تاثیر کرے گا

کیا شان ہے میرے مولا ﷺ کی کیا آن ہے میرے آقا کی
بلبل کو ترنم ریز کیا اور مجھ کو سخنور کر ڈالا

شانِ نزول آیہ مازاغ ہے فدا
دل سے ملے جو دل تو نظر سے نظر ملے

ان کی تجلیات سے روشن یہ خاکداں
سرکارِ دو جہان ﷺ کی عظمت نہ پوچھیے

مصحفِ رُخ ترا قرآن ہے اللہ اللہ
زینتِ ارض و سما شان ہے اللہ اللہ

ہاں اس سے سوا اور ہو کیا مدحتِ سرکار ﷺ
قرآن کا ہر حرف فدا نعتِ نبی ﷺ ہے

ابوالطاہر فدا حسین فدا ۱۹۱۹ء میں لاہور کے ایک علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار لاہور کے باکمال ادیبوں، شاعروں اور نقادوں میں ہوتا ہے۔ حمد و نعت، قصیدہ، مثنوی اور منقبت ان کے خاص موضوع ہیں۔ انھوں نے بڑی عقیدت اور محبت کے ان موضوعات کو نبھایا ہے۔

سید نور محمد قادری

عبادت بھری شاعری

سید فرمان رضا عابدی

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی حمد نویسی اور نعت نگاری سے حتمی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر علم، عقیدت و محبت کے شامل حال ہو تو مثبت طور پر مختلف حمد اور مختلف نعت صورت پذیر ہوتی ہے اور اسی لیے فدا حسین فدا کی اس شعری کاوش میں ان کی روشن انفرادیت لفظ لفظ سے جھانک رہی ہے۔

ان کا انداز فکر و نظر صوفیانہ ہے۔ جسے گہرے مطالعہ اور ذات رسالت ﷺ کی نسبت نے جلا بخش کر منفرد و ممتاز بنا دیا ہے۔ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر حضور اکرم علیہ السلام سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اس نظریہ کی گہری چھاپ ان کے مجموعۂ کلام میں جا بجا نظر آتی ہے۔ صرف ایک رُخ دیکھیے:

جب ہوا ذاتِ محمد ﷺ کا ظہور!
شش جہت میں چھا گیا بس ایک نور

صوفیانہ نقطہ نظر کے علاوہ ان کے اشعار میں نعت کے بجائے "حمد" کا لفظ استعمال کرنے کا جواز فدا حسین فدا نے رسالت ﷺ کے اسماء ذاتی سے نکالا ہے۔ حضورِ پاک ﷺ کے نام و نسب کی اسی فضیلت کے حوالے سے فدا حسین فدا کہتے ہیں:

شرف حاصل مجھے بھی اب تو ہو جائے حضوری کا
خدا کی دید ہے تیرا نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

ذات و صفات سید المرسلین ﷺ سے قلبی وابستگی نے انھیں کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی فضا مہیا کی ہے جس کی بدولت وہ نعت میں نہایت دلاویز اضافے کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔

ضو بخش دو عالم ہوئے انوارِ محمد ﷺ
نکہت وہ آفاق ہے گلزارِ محمد ﷺ

سیرتِ اطہر اور تعلیماتِ حضور ﷺ سے دل بستگی نے فدا حسین فدا کی نعت کو کئی آفاق دکھائے ہیں۔ انھوں نے نعت میں کئی بڑے بڑے اور نادر مضامین جس سہولت سے بیان کیے ہیں وہ انھیں اُردو نعت کی روایت میں ارفع اور اعلیٰ مقام دلوانے کے ضامن ہیں۔

میں آشفتہ شاہِ اُمی لقب ہوں
سگِ کوئے سرکارِ عالی نسب ہوں

میری دُعا ہے کہ فدا حسین فدا کی اس عبادت بھری شاعری کا فیض عام ہو اور ان چند تعارفی سطور کے عوض مجھ عاصی کی فریاد بھی آستانِ رسالت پر جا پہنچے۔ آمین!

☆☆☆

الفت و عشقِ حبیبِ ذاتِ باری ﷺ واہ وا
ہے یہی لے دے کے بس دولت ہماری واہ وا
تا ابد قائم رہے یا رب! یہ میری بے خودی
کیفِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ مجھ پر ہے طاری واہ وا

فدا حسین فدا

خمستانِ سرمدی

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

اُردو کے ابتدائی شعرا مثلاً حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ، محمد قلی قطب شاہؒ اور قاضی محمود بحریؒ سے لے کر ذوق دہلوی اور امیر مینائی تک سب نے نعت کہی ہے اور اپنی دُنیا و عاقبت سنوارنے کا بہترین اہتمام کیا ہے۔ اسی طرح دورِ جدید میں محسنؔ کاکورویؒ، مولانا احمد رضا خاںؒ اور علامہ محمد اقبالؒ سے لے کر ہمارے محترم ابو الطاہر فدا حسین فدا تک بیشتر شعرا نے نعت نگاری میں بیش قیمت اضافے کیے ہیں۔ جناب فدا کا تعلق شعرا کے اس مبارک گروہ سے ہے، جس کی پہچان ہی عشقِ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

فدا صاحب کی تمام زندگی مشقِ سخن میں گزری ہے۔ اس سلسلے میں ان کی تربیت و رہنمائی نامور شاعر علامہ تاج عرفانی نے کی، جو اپنے عہد کے معروف شاعر تھے۔ فدا صاحب کی شاعری کا لوہا ہمارے عہد کے کئی نامور اساتذۂ فن نے مانا ہے۔ علامہ عرشی کی رائے میں فدا صاحب طبعاً شاعر پیدا ہوئے ہیں اور وہ مختلف اصنافِ سخن پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ خواجہ دل محمد مرحوم کے مطابق فدا صاحب کا کلام ان کے سچے جذبات کا آئینہ دار ہے اور پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر مرحوم کے نزدیک وہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے نعت گوئی کی تلوار کو دھار پر چلنے کے مترادف قرار دیا ہے اور سچی بات ہے کہ مولانا کی یہ رائے باون تولہ پاؤ رتی درست ہے۔ مجھے فدا صاحب کی نعتیں دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ الحمدللہ! انھوں نے یہ کٹھن راستہ کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔ اُن کا نعتیہ کلام "خمستانِ سرمدی" اُن کے عشقِ رسول ﷺ کا مظہر اور اُن کے پاکیزہ جذبات کا آئینہ دار ہے۔ یہاں تبرکاً چند اشعار نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

عرشِ اعلیٰ سے شہیدانِ وفا کو اب بھی
نطقِ محبوبِ مشیت کی ندا آئی ہے

حریمِ خانہ کعبہ کی حُرمت آپ ﷺ کے دم سے
بہارِ بے خزاں ہو ابرِ رحمت کی گھٹا ہو تم

یہ میری خوش نصیبی ہے یہ فیاضی ہے قدرت کی
فدا اُس جانِ رحمت پر دل و جاں سے فدا ہوں میں

یہ شش جہات روشن ہیں نورِ مصطفیٰ ﷺ سے
بے شک ہیں شمعِ بزمِ رُشد و ہدیٰ محمد ﷺ

غرق ہوں بحرِ ندامت میں، پریشاں حال ہوں
کُھل نہ جائے یا نبی ﷺ! اعمال کا میرے بھرم

آخر میں میری دلی دُعا ہے کہ فدا صاحب کے اس مجموعہ کو قبولیت عام حاصل ہو۔

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی کتابیں پڑھنے کے بعد ان کی غزل اور خصوصاً "حمد ونعت" کے رنگِ سخن کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ پختہ گو، قادر الکلام اور کہنہ مشق شاعر تھے۔ ان کی زندگی میں ان کی اتنی پذیرائی نہیں کی گئی جس کے وہ حق دار تھے۔

۱۹۳۰ میں انھوں نے پہلا شعر کہا اور ۱۹۳۴ میری تاریخِ پیدائش ہے۔ قریباً میری عمر جتنی فدا صاحب کی شہرت بنتی ہے۔ میں آج ان کا ذکر کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔ وہ علم و ادب کا عظیم سرمایہ تھے۔

ڈاکٹر سلیم اختر

نعتیہ شاعری کا ستون

محمد عالم مختارِ حق

حمد و نعت گوئی فدا صاحب کی شاعری کا ایک اہم ستون ہے۔ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہونے کے ناتے سے ان کا دل شرابِ وحدت سے لبریز ہے۔ ان کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں ایمان افروز اشعار کی کوئی کمی نہیں۔ وہ سچائی سے سوچتے اور خلوص سے اپنے خیالات کا فریم تیار کرتے ہیں۔ ان کی نعت حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا خوبصورت امتزاج ہے۔ ان کی نظر میں یہ دُنیا ظہورِ محسنِ انسانیت سے قبل ظلم و فساد، کفر و الحاد اور جبر و استبداد کے اندھیروں میں گم تھی۔ ایسے میں حضورِ پاک ﷺ کی آمد نے دُنیا کے ظلمت کدوں کو انسانیت کے نور سے منور کر دیا۔ چنانچہ شاعر کے یہ خیالات اشعار کا روپ دھار لیتے ہیں۔

اک نور کی بارش عام ہوئی ہر جنس جہاں گلفام ہوئی
دوزخ کی آگ حرام ہوئی شعلے نہ رہے انگاروں میں
پیدا عالم میں آج کے دن محبوب رؤف و رحیم ہوا
ہر صاحبِ دل ہے جس پہ فدا وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہوا

کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک اس کے دل میں اپنے والدین، بہن بھائیوں اور اولاد سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہو۔ حفیظ جالندھری نے کیا خوب ترجمانی کی ہے:

محمد ﷺ کی محبت عالمِ ایجاد سے پیاری
پدر، مادر، برادر، مال و جاں، اولاد سے پیاری

اور مبارکباد کے مستحق ہیں وہ مسلمان جو اپنی حیات کو عشقِ رسول ﷺ میں گزار دیتے ہیں۔ فدا صاحب کا دل بھی عشقِ نبی ﷺ سے لبریز ہے۔ حضور ﷺ کی چاہت ان کا

ایمان اور حضور ﷺ کا عشق ان کی آرزو ہے۔ دیکھیے' وہ اپنے جذبات کا اظہار کس والہانہ انداز میں کرتے ہیں:

تری خوشبو میری مشامِ جاں ترا عشق ہے مری آرزو
میں ہوں ایک ذرہ نیستی تری ذات ہی کو ثبات ہے
میں قتیلِ عشق حبیب ﷺ ہوں میں نوائے حق کا نقیب ہوں
ترے ہجر میں شہ حق نما ﷺ مرا اشک مثل فرات ہے
تری راہ شوق میں نیم جاں ہے فدائے زار کی تو اماں
ترا نام نامی ہے حرزِ جاں ترا ذکر عین نجات ہے

فی زمانہ مدحِ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ حب اہل بیت کا جو جذبہ اُبھر کر سامنے آیا ہے وہ مستحق تحسین ہے اور اس ضمن میں فدا صاحب نے عقیدت کے جو پھول نچھاور کیے ہیں' ان کی مہک سے اُردو شاعری معطر ہوگئی ہے۔ یہ شاعری اس قلبی تعلق کا مظہر ہے جو فدا صاحب کو شہیدِ کربلا اور اہلِ بیت کرام سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ہے شگفتہ باغ دیں کی ہر کلی تیرے خوں سے اے حسینؓ ابنِ علیؓ
تیرے ہی خون مقدس سے شہا ہر طرف شمعِ صداقت ہے جلی

فدا صاحب کی نظر میں سید الشہداء حضرت امام حسینؓ روپ تھے آنحضرت ﷺ کا' جھلک تھے پیارے نبی ﷺ کی اور عکس تھے سرورِ کونین ﷺ کا۔ چنانچہ وہ اس خیال کو یوں بیان کرتے ہیں:

شہید کربلا کو عشق کی تحریر کہتے ہیں
انہیں حسنِ رسول اللہ ﷺ کی تصویر کہتے ہیں
جنھیں آلِ نبی ﷺ کی عزت و توقیر کہتے ہیں
انھی کو دوسرے لفظوں میں ہم شبیر کہتے ہیں

☆☆☆☆☆

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی نعتیں

تحریر: ڈاکٹر آغا سہیل

جنوبی ہند کے دو سو سالہ شاعرانہ دور میں اور شمالی ہند میں دہلی لکھنو اور کراچی نیز پنجاب میں نعت گو کا ذوق و شوق نہ صرف زندہ ہے بلکہ ولولہ شوق بڑھتا جاتا ہے کہ اسلامی مابعد الطبیعیات میں محض جذبہ خیال اور وجدان ہی نہیں متخیلہ کی فکری اور عقلی کاوشیں نت نئے اسالیب اور رنگوں میں ظہور پا رہی ہیں۔ جملہ اصناف میں عموماً قصیدہ مرثیے اور سلام نگاری میں نعت گوئی جڑ پکڑ چکی ہے۔ اخلاق حسنہ' تہذیب کی شائستگی اور زندگی کی اعلیٰ اقدار میں حضور ﷺ کی مثالی زندگی کے طیب و طاہر کردار کو نعت گوئی نے بلند مقام عطا کیا ہے۔ بیسویں صدی پوری کی پوری نعت گوئی سے پُر ہے۔ اکیسویں صدی کا آغاز بھی اچھا ہے۔ جو شاعر معتبر بننے کی سعی کرتا ہے وہ حمد و نعت سے بسم اللہ کرتا ہے۔ ابوالطاہر فدا حسین فدا اپنے معاصرین میں ایک اہم مقام حاصل کر چکے ہیں کہ ان کے کلام میں ژولیدگی یا گنجلک نہیں صفائی' سادگی اور شائستگی ہے۔ وہ اکثر چھوٹی چھوٹی بحروں میں ایجاز و اختصار سے نپی تلی بات کہہ جاتے ہیں جس میں تاثیر ہوتی ہے کہ "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے"۔ اس میں محض عقیدے اور عرفان کی پختگی ہی نہیں بیان کا تنوع اور اظہار مافی الضمیر پر قدرت کو بھی دخل ہے۔ یوں تو فدا کے کلام کے فدائی شیوہ نے نوازی کے گرفتار ہوئے ہوں گے۔ ازاں جملہ میں بھی جذبے خیال اور وجدان کے پہلو بہ پہلو فکر و عقل کی کرشمہ سازیوں کو عصری حسنت کا عطیہ سمجھتا ہوں جس سے فن شعر اور خود شاعر کی پہچان اور شناخت ہوتی ہے۔ اس مجموعہ نعت میں میرے ساتھ ساتھ ناظرین بھی اس کے قائل ہوں گے۔ نمونے کی ضرورت نہیں کہ پورا مجموعہ بجائے خود نمونہ ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

☆☆☆

فدا حسین فدا کی نعت گوئی

راجا رشید محمود

نعت گوئی خداوند قدوس و کریم جل و علا کی سنت ہے۔ اُم الکتاب قرآنِ مجید نعت کا مجموعۂ اول ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعریف و ثنا فرمائی ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "محمد" (ﷺ) فرمایا ہے: سب سے زیادہ تعریف کیے گئے۔ تعریفیں تو ساری، خالق و مالک حقیقی جل شانہ کے لیے تھیں۔ الحمدللہ۔ پھر سب تعریفوں کا واحد حقدار جس ہستی کی مسلسل تعریف کرتا نظر آئے، وہ محمد (ﷺ) کیوں نہ ہوں۔

کریم آقا حضور محمد رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی منظوم تعریف کا سلسلہ مومنِ اول تبع اول حمیری سے شروع ہوا جنھوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دُنیائے آب و گل میں تشریف آوری سے کوئی ایک ہزار سال پہلے نعت میں زبان کھولی اور اپنے آپ کو پہلا مسلمان کہا۔ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے آبا و اجداد میں سے حضرت کعب بن لوی پہلے نعت گو ہیں جنھوں نے نظم کی زبان میں زمزمہ سرائی فرمائی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرزمین مکہ میں تشریف لانے کے فوراً بعد سب سے پہلے حضرت عبدالمطلبؓ نے نعت میں اشعار کہے۔ خواتین میں نعت گوئی کی اولیت کا سہرا مادرِ سرکار (ﷺ) حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے سر ہے۔ عام الحزن تک سب سے زیادہ نعتیہ قصیدے حضرت ابوطالبؓ نے کہے۔ حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ کریمہ پہنچتے ہی جو پہلے نعتیہ اشعار سامنے آتے ہیں، وہ بنی نجار کی بچیوں نے قبا کے علاقے میں گائے۔ صحابہ کرامؓ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عبداللہ بن مالک (رضی اللہ عنھم) اور ہر وہ صحابی یا صحابیہ جو طبع موزوں رکھتے تھے

اُنھوں نے آقائے کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی مدح و ثنا کے ترانے گائے۔

بعد کی عربی شاعری، پھر فارسی شاعری اور اُردو کے آغاز سے اب تک اس زبان میں بھی معتدبہ نعتیہ شاعری ہوئی۔ ان زبانوں کے علاوہ دُنیا بھر کی زبانوں اور بولیوں میں اور برصغیر کی علاقائی زبانوں میں، جہاں جہاں مسلمان ہیں، نعت کہی گئی، کہی جا رہی ہے اور کہی جاتی رہے گی۔

صرف اُردو کو لیں تو نعت کے پہلے شاعر حضرت خواجہ گیسو دراز علیہ الرحمہ سے لے کر آج کے ہر سلیم الطبع شاعر تک نے سرکار ابد قرار ﷺ کی مدحت نگاری میں اپنی صلاحیتیں صرف کی ہیں۔ کچھ نے شکوہ الفاظ کا سہارا لیا ہے، کچھ نے صنائع و بدائع کے استعمال سے شعرِ نعت کو سنوارنے کی سعی کی ہے۔ ایسے بھی ہیں جنھوں نے جذبوں پر بنیاد رکھی ہے، وہ بھی ہیں جنھوں نے نعت کہتے ہوئے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں باادب کھڑا ہونے کی اہمیت سمجھ لی ہے اور قرآن و احادیث کی تعلیمات کے زیرِ اثر نعت کہی ہے اور ان مضامین و موضوعات کو برتنے پر زیادہ زور دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں استعمال کیے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے کلامِ منظوم میں پائے جاتے ہیں۔

فی زمانہ اُردو کا قریباً ہر شاعر نعت کہہ رہا ہے۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو کل تک نعت کے قائل نہیں تھے، اب بوجوہ قائل نظر آتے ہیں لیکن نعت کو جذبوں کی کارفرمائی سے خالی دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو کل تک اسلام کو دقیانوسی مذہب گردانتے تھے یا خدا کے وجود ہی کے بارے میں تشکیک کا شکار رہے، آج وہ بھی ٹی وی یا دیگر ذرائع ابلاغ میں حاضر رہنے اور ان سے فائدے اُٹھانے کے لیے یا سرکاری مشاعروں میں شریک ہو کر مفادات حاصل کرنے کے لیے نعت کہنے لگے ہیں۔ نعت کا کینوس تو بہت وسیع ہو گیا ہے لیکن اس کا ایک نقصان یہ ہوا ہے کہ نعت کے حدود کا لحاظ بہت سے شاعروں کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اشتراکیت پسندوں اور توحید کے مبلغوں کے علاوہ نعت خوانی سے دُنیوی منفعت حاصل کرنے والوں نے بھی نعت کے معیار کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایسے لوگ مترنم

بحروں کو استعمال کرتے ہیں۔ عامۃ المسلمین سے داد حاصل کرنے اور "خدمت کرانے" کے لیے وہ ایسے الفاظ وتراکیب نعت میں استعمال کر بیٹھتے ہیں جن کے جواز پر بعض اوقات کوئی دلیل نہیں لائی جاسکتی۔

ایسے میں کچھ لوگ منفعت دُنیا سے بے نیاز ہوکر نعت کہتے ہیں' جو نعت کو فن کاری بھی نہیں سمجھتے' عبادت جانتے ہیں۔ جن کی نعت کا تعلق محاسنِ شعری اور شکوہ الفاظ و تراکیب کی تلاش سے زیادہ جذبات عقیدت وارادت کو زبان شعر میں بیان کرنے سے ہے۔ نعت جن کے ذوقِ سلیم کی آئینہ دار ہوتی ہے اور جنھوں نے نعت سے اپنے مزاج' اپنے کردار اور اپنی گفتار کو بھی متاثر ہونے دیا ہے۔ جو نعت کہتے ہوئے اپنے آپ کو حضور محبوبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر وموجود پاتے ہیں اور اس احساس کی شدت سے مؤدب رہتے ہیں۔ ایسے حضرات نعت گوئی کا حق ادا کرتے ہیں اور ابوالطاہر فدا حسین فدا اس خانوادۂ غلامانِ مصطفیٰ (علیہ الصلوۃ والثنا) کا بطلِ جلیل ہیں۔

ورڈزورتھ نے شاعری کے بارے میں کہا تھا کہ یہ توانا اور بے اختیار جذبوں کے اظہار کا نام ہے۔ جب شعری تخلیق کی توانائی جذبوں کی مرہون منت ہوتی ہے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ جذبے کی لطافت تخلیق کو بھی لطیف بلکہ لطیف تر بنادیتی ہے۔ پھر نعت کہنے میں تو نعت گو کا جذبہ لطافت کی انتہاؤں کو چھو رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ نعت گوئی سے زیادہ لطیف چیز اور کوئی شے نہیں ہوسکتی اور اس لطافت کے لیے ذوقِ سلیم کی جس حیثیت کی ضرورت ہوتی ہے' ابوالطاہر فدا حسین فدا میں وہ بدرجہ اتم موجود دکھائی دیتی ہے۔

ممکن ہے فدا کی غزل کی تحسین میں خامہ فرسائی کرنے والے یہ دعویٰ کریں کہ ان کا اصل میدان یہی ہے' نظم کے موضوع پر اظہارِ خیال کرنے والوں کو یہ احساس ہو کہ اصل میں نظم گوئی فدا کی خصوصیت اولیں ہے۔ لیکن میں نعت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اساسی طور پر نعت کے آدمی ہیں۔ نعت ان کے افکار سے' گفتار وکردار تک میں رچی بسی ہے۔ میں نے انھیں محققِ عصر حکیم محمد موسیٰ

امرتسری علیہ الرحمہ کے ہاں اکثر دیکھا اور حکیم صاحب کو ان کی تعریف کرتے ہوئے پایا ...... اور حکیم صاحب موصوف کے الفاظ کبھی بے روح نہیں ہوتے۔

فدا حسین فدا سے ملنے والا ہر شخص ان کے مزاج ووجدان اور رنگ وآہنگ سے متاثر ہوتا ہے اور ان کی گفتگو کا دھیما پن اور مزاج کا ٹھہراؤ ان کی نعتیہ شاعری میں بھی جلوہ فگن ہے اور اس طرح اثر انداز نظر آتا ہے کہ ان کا تخصص معلوم ہوتا ہے۔ ان کی نعتوں میں جدت طرازی اور سخن تراشی کا وہ عنصر موجود نہیں جو واردات سے بے تعلق ہو' جس میں جذبوں کی سچائی اور عقیدت کی گہرائی موجود نہ ہو۔

سعادت کے دریچے صحن قلب کی طرف کھلتے ہیں تو اذنِ نعت گستری ملتا ہے۔ فدا حسین فدا کے مزاج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی کشت قلب ودماغ میں تخم اخلاص نمویاب ہوتا ہے' سحاب اخلاص سے اس پر ترشح ہوتا ہے۔ یہ فصل محبت پروان چڑھتی ہے تو نعت و مدحت کی ثمرباری اپنا رنگ دکھاتی ہے۔

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی نعتوں میں دلپذیری اور اثر انگیزی ہے' ان کے مزاج کی پاکیزگی اور طہارت شاید ان کی نعت گوئی کے زیر اثر ہے' یا ہوسکتا ہے کہ ان کے مزاج کا اثر ان کی شاعری پر پڑا ہو اور وہ نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے ہوں۔ ان کے اشعار کی ہمواری' بے ساختگی اور سادگی وصفائی قاری کو متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑتی۔ ان کی نعتیں یکساں معیار کی حامل ہیں۔

ان کا مجموعہ نعت "خمستانِ سرمدی" ایسا عقیدت کدہ ہے جس سے نورِ بصیرت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ اس میں شاعری کا حسن قائم ہے' ادب کی فضا مجروح نہیں ہوتی اور عقیدت کی رنگ آمیزیاں قوس قزح کی سی کیفیت پیدا کردیتی ہیں۔ ابوالطاہر فدا حسین فدا احساس اور جذبے کے گہرے پانیوں میں اُتر کر نعت کے لولوئے لالا برآمد کرتے ہیں اور شعور ووجدان کے ذریعے انھیں صیقل کرکے شعر کے طشت میں سجاتے ہیں۔

نعت کی وادی میں ان کی مسافت کا دائرہ کم نہیں۔ ذہنی قربت اور قلبی وابستگی نے

انھیں حضور اکرم ﷺ کی مدح پر اُکسایا ہے اور اظہار کی صداقت، اصابت رائے اور دیانت فکر نے اس میں مزید رنگ آمیزی کی ہے۔ وہ زبان و بیان کے تلازموں اور نزاکتوں کو بڑی حد تک سمجھتے ہیں اور انھیں پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان کی نعت جوش عقیدت کے ساتھ گرمی اخلاص سے بھی مملو نظر آتی ہے۔ اس میں وارفتگی، خود سپردگی اور شیفتگی کی کیفیتیں پوری طرح اثر انداز دکھائی دیتی ہیں۔

نعت کہنے کے لیے قرآن و احادیث کی تعلیمات سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ نہ ہو تو شاعر کہیں نہ کہیں بہک جاتا ہے۔ ابوالطاہر فدا حسین فدا اس معاملے میں خوش قسمت ہیں کہ ان کی نظر کئی پہلوؤں سے تعلیماتِ خدا اور رسولِ خدا (ﷺ) پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو "بالمومنین رئوف رحیم" فرمایا (کہ آپ ﷺ مومنوں کے لیے رؤف و رحیم ہیں)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "انک لعلی خلق عظیم" فرمایا گیا۔ فدا حسین فدا نے میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حوالے سے اپنی ایک نعت "ظہورِ قدسی" کے مقطع میں کہا۔

پیدا عالم میں آج کے دن محبوب رؤف و رحیم ہوا
ہر صاحبِ دل ہے جس پہ فدا، وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہوا

ایک حدیثِ قدسی مشہور ہے۔ "لولاک لما خلقت الافلاک"۔ یہ الفاظ تو کسی حدیث میں نہیں ملتے لیکن اس مفہوم کی کئی حدیثیں ملتی ہیں۔ یوں، معناً یہ حدیث ثابت ہے۔ فدا کہتے ہیں:

تخلیق اگر نہ ہوتی محبوبِ کبریا ﷺ کی
چلتا نہ پھر جہاں میں قدرت کا کارخانہ

سرکارِ والا تبار ﷺ کی حدیثِ پاک ہے: "من رآنی فقد راء الحق" (جس نے مجھے دیکھا، اس نے حق کو دیکھ لیا) اس مفہوم کو فدا اپنی ایک نعت میں یوں بیان کرتے ہیں۔

شرف حاصل مجھے بھی اب تو ہو جائے حضوری کا
خدا کی دید ہے تیرا نظارہ یا رسول اللہ ﷺ

قدرتِ کلام بعض اوقات نئی نئی تراکیب استعمال کرنے پر اُکساتی ہے۔ فدا حسین فدا کے یہاں بھی اس کی کئی صورتیں ملتی ہیں۔ چند مثالیں دیکھیے:

اے فدا ہے دیکھنا جو جلوہ نور اتم
چشم بستہ ہو کے تو گردن جھکا کر دیکھ لے

.....

ملتِ بیضا تم کو پیاری، ارفع و اعلیٰ شان تمھاری
کوشک دیں ہے تم سے محکم صلی اللہ علیہ وسلم

.....

کوشک حق پرستی کا محکم ستوں، گلشن علم و عرفاں کا نور فزوں
جلوہ حسن فطرت کی شیریں ادا، بحر جود و سخا! تیری کیا بات ہے

.....

تاباں حریم کن میں ہیں انوارِ مصطفیٰ ﷺ
گلزارِ ہست و بود دبستان راز ہے

.....

مرے روم روم میں تو بسے، تری یاد میری حیات ہے
مرے مصطفیٰ ﷺ شہ انبیا، تری ذات والا صفات ہے

آخری شعر میں ہندی کے لفظ "روم روم" کو کس بے تکلفی سے استعمال کیا ہے، اس کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ عشق حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نعت گوئی کی اساسی حقیقت ہے اور یہی ایمان کی بنیاد بھی ہے۔ جس دل میں یہ نہ ہو وہ اُمتی کیسا ہے اور نعت گو کیوں ہوگا۔ فدا حسین فدا کہتے ہیں:

خوشا دم نکل جائے ایسے میں میرا
فدا عشقِ احمد ﷺ میں میں جاں بلب ہوں

.....

الفت و عشقِ حبیب ذات باری ﷺ واہ وا
ہے یہی لے دے کے بس دولت ہماری واہ وا

تا ابد قائم رہے یا رب! یہ میری بے خودی
کیف عشقِ مصطفیٰ ﷺ مجھ پر ہے طاری واہ وا

....

آزاد غم ہر دو جہاں سے ہوا لاریب
ہے جو کہ محبت میں گرفتار محمد ﷺ

....

عشقِ احمد ﷺ میں حریمِ دل بسا کر دیکھ لے
اور حجابِ ماسوا دل سے اُٹھا کر دیکھ لے

....

اے دل! بتا کہ کس طرح حاصل تجھے دوام ہو
عشقِ نبی ﷺ میں تو نے جب جان فدا ہی کی نہیں

....

میری متاعِ زیست فدا ہے فقط یہی
عشقِ نبی ﷺ کا دل میں جو سوز و گداز ہو

....

اب نہیں تاریکیٔ مدفن کا مجھ کو خوف کچھ
عشقِ روئے پاک سے ہے دل منور ہو گیا

....

فدا جان دی جس نے عشقِ نبی ﷺ میں
ہوا اس کو حاصل دوام اللہ اللہ

معراج النبی ﷺ کا ذکر نعت کا خاص موضوع ہے۔ فدا حسین فدا نے اس موضوع پر بھی قلم اُٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے:

عرشِ اعظم کو کیا تھا فرش رہ اللہ نے
پیشوائی کے لیے بھیجے تھے جبریل امین

....

سرِ عرش "قوسین" سے آگے جا کر
محب سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ

....

اُٹھ گئے پردے تعین کے شبِ اسرا تمام
ہو گیا آخر ظہور پردہ داری واہ وا

صاحبِ معراج ہیں وہ رازدارِ کن فکاں
طالب و مطلوب کی یہ راز داری واہ وا

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی ایک نعتیہ نظم "شبِ معراج النبی ﷺ" کا مطلع یہ ہے:

اللہ اللہ یہ عرشِ معلی پہ کیا کوئی جلوہ نما آج کی رات ہے
ہر طرف نور ہی نور ہے چھا گیا' کیا ظہور خدا آج کی رات ہے

میلادِ سرکار ﷺ کے حوالے سے فدا کی ایک نعتیہ نظم "ظہورِ قدسی" کا ذکر پہلے آ چکا ہے' اس محبوب موضوع کو انھوں نے اپنی نعتوں میں جابجا استعمال کیا ہے۔ چند اشعار دیکھیے:

لوگ کہتے ہیں جسے ماہ ربیع الاول
سب مہینوں سے یہ پیارا ہے مہینہ تیرا

....

آپ کے میلاد اقدس پر گرے بت منہ کے بل
"اللہ اللہ" دہر کی ہر شے پکاری' واہ وا

فدا کی ایک اور میلادیہ نعت "خمستانِ سرمدی" میں ملتی ہے' جس کا مطلع درج ذیل ہے:

مبارک ہو کہ دُنیا میں شہِ دُنیا و دیں آئے
امام الانبیا آئے' وہ ختم المرسلیں ﷺ آئے

آقا حضور' سید الانبیا' محبوبِ کبریا علیہ التحیہ والثناء کے نور کا ذکر ہر شاعر کے ہاں ملتا ہے' فدا کی نعت بھی اس ذکر سے خالی نہیں۔

ترا نور حق کا ظہور ہے' ترا حسن جلوہ طور ہے

ملی مہر و مہ کو جو روشنی ترے حسن ہی کی زکات ہے

....

ظہور ان کے تصرف کا ہے واللہ
جو دھارے نور کے ہر سو رواں ہیں

....

سائل انوار بن کر مہر و مہ صبح و مسا
در پہ آتے ہیں تمھارے باری باری واہ وا

....

جو دیکھا سرِ طور موسیٰ نے جا کر
نبی ﷺ ہی کا وہ جلوہ نور ہو گا

....

ادا بانکپن کی ہر اک شے میں ان کی
ہے نور ان کا ہر جا عیاں اللہ اللہ

حضور سرکارِ دو عالم نورِ مجسم رحمتِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے حوالے سے فدا کے کئی اشعار سامنے ہیں۔ ایک شعر دیکھیے:

سرنگوں گنبد گردوں نہ ہو کیوں تیرے حضور
جا ملا عرشِ معلّٰی سے ہے زینہ تیرا

سرکارِ دو جہاں، محبوبِ خالق و مخلوق ﷺ کی صفاتِ عالی کا تذکرہ ہر نعت گو اپنی بساط کے مطابق کرتا ہے۔ فدا حسین فدا کی ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

محمد ﷺ شہر یار لامکاں ہیں
محمد ﷺ راز دار کن فکاں ہیں
محمد ﷺ تاج دار دو جہاں ہیں
محمد ﷺ دستگیر بے کساں ہیں
محمد ﷺ باعث تخلیقِ عالم
محمد ﷺ سرور کون و مکاں ہیں

محمد ﷺ ہیں شب اسرا کے نوشہ
محمد ﷺ شہسوار لامکاں ہیں
محمد ﷺ اول و آخر کے اجمل
محمد ﷺ اک نشانِ بے نشاں ہیں
محمد ﷺ محسن و مخدومِ گیہاں
محمد ﷺ نورِ چشم عاشقاں ہیں

اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے۔ اس نے مومنوں کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رؤف و رحیم فرمایا ہے۔ اگر رابرٹ جان، رام داس یا اودھے سنگھ کو رافت اور رحیمی کی حاجت ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا لیکن رشید محمود یا بشیر الدین کو یہ ضرورت ہو تو آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر استدعا کرے گا۔ چنانچہ ابوالطاہر فدا حسین فدا کو جب کوئی حاجت ہو، وہ حضور ﷺ سے استمداد کرتے ہیں، آپ ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے ہیں، فریاد کرتے ہیں:

میرے بگڑے ہوئے سب کام سنور جاتے ہیں
نام جب لیتا ہوں میں شاہِ مدینہ ﷺ تیرا

....

کرم مجھ پہ فرمائیے اب تو للہ
میں تصویرِ آلام و رنج و تعب ہوں

....

مجھے بھول نہ جائیو روزِ جزا، ہو جائے نگاہِ کرم اس جا
مجھے لینا پناہ میں بہرِ خدا، مرا کون وہاں ہے بن تیرے

مدینہ کریمہ کا ذکر، وہاں پہنچنے کی طلب، سرکارِ مدینہ ﷺ سے نسبت محبت نعتیہ شاعری کا بڑا جاندار موضوع ہے۔ فدا اس موضوع پر یوں قلم اٹھاتے ہیں:

مطلوب مرا حسن طرح دار مدینہ
دربار در بار ہے دربارِ مدینہ

....

حبیب خدا ﷺ ہے نگارِ مدینہ
میں سو جان سے ہوں نثار مدینہ
میں ہو جاؤں غرقاب بحرِ عنایت
ہے دریائے رحمت دیارِ مدینہ
پئے طالبانِ جمال شہِ دیں ﷺ
ہوئی کہکشاں رہگوارِ مدینہ

ان تین اشعار میں صنعتوں کی بہار بھی دیکھنے کے لائق ہے اور اہلِ ذوق اس سے یقیناً محظوظ ہوں گے۔ جنت کا ذکر مختلف انداز میں نعتیہ شاعری میں ملتا ہے' فدا حسین فدا کے نعتیہ کلام کو دیکھتے ہیں کہ وہاں یہ ذکر کس طرح کیا گیا ہے:

ہو گئے جو عظمت نامِ محمد ﷺ پر فدا
مل گئی جنت کی ان کو راہداری' واہ وا

.....

جنت کی اسے مل گئی انعام میں جاگیر
حاصل ہو جسے سایۂ دیوارِ محمد ﷺ

.....

جنت کی جیتے جی ہمیں مل جائے گی نوید
ہو جائے خواب ہی میں جو رویت حضور ﷺ کی

غمِ فرقت وہجرِ سرکار ﷺ کے مظاہر کلام میں یوں دکھائی دیتے ہیں:

میسر ہو یا رب مجھے دیدِ آقا ﷺ
غمِ ہجر میں مضطرب روز و شب ہوں

.....

سوزِ غمِ فراقِ احمد ﷺ کا داغ' دل میں
روشن ہے درحقیقت نوری چراغ دل میں

.....

سوزِ غمِ فراق میں' آپ ﷺ کے اشتیاق میں

خاک میں ہو کے خاک بھی' زندہ رہوں گا' دیکھنا

جن کے دل عشقِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) سے معمور ہوتے ہیں' ان کی آنکھیں ضرور اشکبار ہوتی ہیں۔ فدا کی سنیے:

دفترِ اعمال سے دُھل جائیں گے عصیاں سبھی
ہجرِ آقا ﷺ میں ذرا آنسو بہا کر دیکھ لے

.....

حضوری اک نہ اک دن ہو گی ان کو
غمِ فرقت میں جو گریہ کناں ہیں

اللہ کریم نے "لقد کان لکم اسوۃ حسنۃ" فرمایا تو فدا نے کہا:

پہنچے گا وہی منزلِ مقصود پہ اک دن
ہو گا جو کوئی پیروِ اطوارِ محمد ﷺ

حضور سید عالم وعالمیاں ﷺ کی محبت مومن کے دل کی دھڑکنوں کا جواز ہے۔

فدا دُعا کناں ہیں:

سلامت رہیں دھڑکنیں میرے دل کی
جو دیتی ہیں مجھ کو پیامِ محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر خود بھی درود بھیجتا ہے' ملائکہ مقربین بھی اسی کام میں مشغول ہیں اور مومنوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ درود وسلام کے ڈونگرے آقا حضور ﷺ کی بارگاہ میں نچھاور کریں۔ فدا اس معاملے میں خواہش کرتے ہیں:

حسرت فقط یہی ہے مرے دل کی اے فدا
جب وقتِ نزع ہو تو میں صلِ علیٰ کہوں

آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموس کی حفاظت کے لیے جان نثار کرنے کی اہمیت ظاہر وباہر ہے' اس موضوع پر فدا یوں بات کرتے ہیں:

خدا شاہد' حیاتِ جاوداں ہو جائے گی حاصل

اگر صدقے شہ دیں ﷺ پہ یہ جان زار ہو جائے

دانا ہے جو مٹ جائے گا ناموسِ نبی ﷺ پر
ناداں ہے جو اس کام میں تاخیر کرے گا

ہے اگر تجھ کو تلاش زندگی جاوداں
جان و دل شان محمد ﷺ پر مٹا کر دیکھ لے

آخر میں ذکر سید ابرار ﷺ کے بارے میں ابوالطاہر فدا حسین فدا کا ایک شعر پڑھ لیجیے جس میں بیان کردہ مضمون پر ان کا ایمان ہے:

ہاں ذکر محمد ﷺ سے بدل جائے گی قسمت
یہ نسخۂ اکسیر ہے تاثیر کرے گا

☆☆☆☆☆

فدا صاحب کے متعلق میں کیا لکھوں۔ وہ تو بہت بڑے سچے بزرگ ہیں اور جامع کمالات شخصیت کے حامل ہیں۔ صحافت کے میدان میں ان کا کام تاریخی ہے۔ شعر وسخن کی ہر صنف پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ قدیم وجدید روایات کے درمیان ایک پل ہیں۔ بس میں تو یہ کہوں گا کہ فدا حسین فدا کا وجود ادب کی تمام شاخوں میں یعنی صحافت، نظم، غزل، رباعی، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، حمد ونعت میں بکھرا ہوا ہے اور بکھرا ہوا یہ شخص نکھرا ہوا بھی ہے۔ میں ان کی ادبی خدمات کو سلام کرتا ہوں۔

ڈاکٹر اجمل نیازی

فدا دی پنجابی نعت

پروفیسر ڈاکٹر سید اختر جعفری

عام مشاہدے تے تجربے دی گل اے پئی کہ شاعر اک یاں دو بحراں دے ماہر ہوندے نیں۔ اوہناں دا سارا کلام صرف اوہناں بحراں وچ ای ہوندا اے۔ جدوں کدھرے اوہناں نے تریجی بحر وچ شعر آکھن دی کوشش کیتی اے، بحر توں خارج ہو گئے نیں یا فیر کلام وچ سقم پیدا ہو گیا اے۔ پر فدا ہوراں دا پنجابی کلام مختلف بحراں وچ اے۔ اوہناں نے ہر بحر نوں اک تجربہ کار ماہر شاعر وانگر ورتیا اے تے اوہدے وچ اپنے فن دے وَن سونے پھل کھڑائے نیں۔ مجال اے پئی اوہ بحر توں خارج ہوئے ہون یا اک بحر وچ شعر کہندے کہندے دوجی بحر وچ چلے گئے ہون۔ "بحر رجز میں ڈال کے بحر رمل" چلن والی کیفیت کدھرے وی نظر نہیں آوندی، نہ ای شعر وچ کدھرے کوئی جھول یا سقم وکھالی دیندا اے۔

اوہناں دی اک نعت پنجابی دی مخصوص طویل بحر وچ اے:

عشق کسے دے نال جس لا لیا، اوس اپنا آپ گوا لیا
شاہ حسین منصور حلاج ویکھو، سولی چڑھ انا الحق ردا سی
لات عزا، ہبل دی کرن پوجا، ڈبا وچ جہالتاں جگ سارا
رام نام نوں چھڈ سب رام ہوئے، حق اللہ پیا ہر بت پکاردا سی

اک ہور نعت نکی بحر وچ اے۔ ایہہ بحر بہت گھٹ شاعر ورتدے نیں۔ کیوں جے ایہدی تنگ دامنی وچ وسیع خیال تے طویل مضمون بیان کرنا بڑا اوکھا کم اے پر فدا ہوراں اوہدے وچ وی اجیہے شعر آکھے نیں پئی کلام وچ فصاحت، بلاغت، تسلسل تے روانی ورگیاں صفتاں پیدا ہو گیاں نیں۔ جنہاں نے کلام دے سہپن نوں ودھیرے نکھار دتا اے۔ شعر نیں:

اوہدے رُخ نوں جلوہ طور آکھاں
یا رب دا نور ظہور آکھاں
قرآن توں ظاہر ہون پیاں
اج شاناں دین اسلام دیاں
سارے جگ نوں جگمگ کر دیاں نیں
دووین میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

نعت دا انداز دسدا اے پئی فدا ہوراں نے ایہہ نعت اوس زمانے وچ لکھی اے، جدوں پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف دی ایہہ نعت گلی گلی، محلے محلے تے شہر شہر گونجدی سی:

اج سِک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

فدا ہوراں دی نعت نگاری وچ، جتھے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نال اوہناں دی عقیدت ارادت، محبت تے عشق دے جھلکارے وکھالی دیندے نیں۔ اوتھے اوہناں دا قرآن تے تفسیر دا علم، حدیث تے منطق وچ مہارت، سیرتِ طیبہ دا وسیع مطالعہ، عرب دی ثقافت تے حالات نال جانکاری تے تاریخی شعور نالے زبان تے بیان اُتے عبور وی نظر آوندے اے۔

ونگی دے طور تے اوہناں دے کجھ اشعار پیش کیتے جاندے نیں

جنہیں فیلاں تے فیل باناں نوں بھجا دتا سی میداناں
ابابیلاں دے میں اُس لشکر جرار توں صدقے
ہے سر لولاک دا سہرا، قدم زینت نے عرشاں دی
ترے نعلین توں قرباں، تری دستار توں صدقے

اک ہور نعت دا شعر اپنے اندر تاریخی حوالہ رکھدا اے

قیصر و کسریٰ دے محل ہلا دتے اوہدی آمد شہانہ دے ٹوہراں نیں
اوہدی نظر دے تیراں تروڑ چھڈے زعمِ باطل دے تیر کمان اندر

فدا ہوریں سر توں لے کے پیراں توڑی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے عشق وچ رنگے ہوئے سن۔ آپ اُٹھدے بہندیاں درود پڑھدے رہندے سن۔ یا فیر کوئی نعتیہ شعر گنگناندے ہوندے سن۔

نعت دے حوالے نال گل دے وچ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا ذکر مبارک آ گیا تے فدا صاحب دی آواز رُندھ گئی اُتے اکھیاں دے کٹورے ہنجواں نال بھر گئے۔ کئی واری عینک لاہ کے شیشے تے اکھاں صاف کیتیاں، پر ہنجو رُکن دا ناں نہیں لیندے سن۔ اوس ویلے مینوں پتہ لگا پئی فدا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے عشق وچ ڈُبے ہوئے نیں تے عشق وچ ڈبیا ہویا بندہ ای صحیح نعت لکھ سکدا اے۔ آپ دی نعت اے:

میں اپنا حال کیہہ دساں کدی رُوواں کدی ہساں
میں کیہہ کیہہ بھگتیاں ایتھے سزاواں یا رسول اللہ ﷺ
ترا بردا ترا چاکر ترا سائل فدا آکھے
میں کیوں سر غیر دے در تے جھکاواں یا رسول اللہ ﷺ

فدا ہوراں دا کمال ایہہ وے پئی اوہ نعت گوئی وچ جذبات، احساسات، عقیدت تے ارادت دے سمندر وچ رُڑھ نہیں جاندے تے نہ ای اپنے آپ توں بے اختیار ہو جاندے نیں۔ سگوں ادب دی حد آقا تے غلام دا امتیاز قائم رکھدے نیں۔ یعنی "با خدا دیوانہ باش و با محمد ﷺ ہوشیار" دا پہرا اوہناں دی نعت گوئی دا قرینہ تے سلیقہ اے۔ اوہناں دی ایہہ نعت اج وی میلاد دیاں محفلاں تے مسیتاں وچ پڑھی جاندی اے تے حدوں ودھ مقبول اے:

نبی جی (ﷺ) دا روضہ قریب آ گیا اے

بلندی تے اپنا نصیب آ گیا اے
ندا عرشوں اہلاً و سہلاً دی آئی
محمد ﷺ خدا دا حبیب آ گیا ہے
گنہ گار اُمت دے روگاں دا چارہ
اک عیسیٰ نفس اوہ طبیب ا گیا ہے

نعت گوئی توں اڈ فدا ہوراں نے اہل بیت دے مرثیے تے صحابہ کرام دیاں سوھنیاں منقبتاں وی لکھیاں نیں۔ جنہاں توں اوہناں دی اہل بیت نال والہانہ محبت تے عقیدت دا اظہار ہوندا اے:

چڑھایا سیس نیزے دی انی تے جس گھڑی تیرا
آوازہ عرش تیکر پہنچیا تیری تلاوت دا
لہو وچ تتر بتر کر کے نبی ﷺ دا خاندان سارا
قیامت نوں وکھا دتا خدا نقشہ قیامت، دا

پنجابی دی صوفیانہ شاعر دا جے ویروا کریے تے معلوم ہوندا اے صوفیاء کرام نے صوفیانہ وچاراں دُکھاں تے آزاراں، حقیقی عشق دے وچھوڑے دے بیماراں تے تصوف دے خماراں دے مضمون بیان کرن لئی کافی دی صنف ورتی اے۔ پنجابی وچ کافی دا نینہہ پتھر مادھو لال حسین نے رکھیا تے ایس نینہہ اُتے خوبصورت عمارت سید بلھے شاہؒ تے خواجہ غلام فریدؒ نے تعمیر کیتی۔ اجو کے دور وچ بے شک کافی گھٹ لکھی جا رہی اے پر اوہدا سفر کسے نہ کسے روپ وچ نویں دور دی پنجابی شاعر وچ جاری اے۔

فدا ہوراں نے کافیاں نہیں لکھیاں پر اوہناں دے کلام وچ کافی دا سُپن ضرور جھلکارے ماردا وکھالی دیندا اے۔ جتھوں ثابت ہوندا اے پئی اوہناں دا پنجابی دی صوفیانہ شاعری نال رشتہ پکا تے پیڈا اسی۔

☆☆☆☆☆

نذر فدا

گل ہائے عقیدت

بخدمت حضرت ابوالطاہر فدا حسین فدا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بمناسبت تقریب (ادبی سیمینار) بتاریخ ۲۵ جون ۲۰۰۶ء

بمقام ہوٹل ایمبیسڈر شملہ پہاڑی لاہور منجانب عالمی مجلس ادب پاکستان

زیرِ صدارت مکرمی ڈاکٹر سلیم اختر صاحب

یہ زیاں علم و فراست کا ہے، نقصانِ ادب
دل گرفتہ ہم ابو طاہر کی رحلت سے ہیں سب
عالم و عارف محبّ اہلِ علم و معرفت
حامدِ پروردگار و واصفِ محبوبِ رب ﷺ
خیر خواہِ اُمتِ مرحوم، ملت کا انیس
عمر بھر نطق و قلم سے خادمِ دینِ عرب
وہ اسالیبِ غزل سے بھی مکمل آشنا
نعت گوئی کے بخوبی تھے اُسے معلوم ڈھب
امتیازی شان حاصل تھی اُسے اس فن میں بھی
اُس کا تھا تاریخ گوئی کا قرینہ بھی عجب
اس کی تخلیقات حسنِ پیکرِ تحقیق و علم
اس کی تحریروں سے دیدہ زیب تصویرِ ادب
علم و دانش کے فلک پر مثلِ مہرِ نیم روز

آگہی کے آسماں پر چودھویں کا ماہِ شب
سرمدی اُس کے خمستانِ شعور و فکر سے
فیض یاب ہوتے رہیں گے تشنہ لب حسبِ طلب
اُس کے اوجِ فن کا چرچا ہے زبانِ وقت پر
یہ قبولِ عام ہاتھ آتا نہیں ہے بے سبب
کل بھی اس کا ذکرِ اعجازِ سخن تھا دل بہ دل
آج بھی بات اُس کے حسنِ فکر کی ہے لب بہ لب
آج کی تقریب سے یہ بات ثابت ہو گئی
موت سے مردہ نہیں ہوتے عبادِ منتخب
اس سے بڑھ کر ہو گا اُس کی خوبیاں کا اعتراف
کام دل جمعی سے کل اُس پر کیا جائے گا جب
اس ادیبِ معرکہ آرا کا ذکر ہو گا ضرور
منعقد اہلِ ادب کی کوئی محفل ہو گی جب
خسروِ ملکِ صحافت، شاہِ اقلیمِ قلم
آہ بزمِ فکر و فن میں وہ نہیں موجود اب
جو کیے تاریخ کے صفحات پر ثبت اُس نے نقش
انقلابِ وقت سے وہ محو ہو سکتے ہیں کب
مَیں نے طارق یوں کہی ہے اُس کی تاریخِ وصال
علم کی تنویر ''نورِ نعت و تاریخ و ادب''

۲۰۰۶ء

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)

قطعہ ہائے تاریخ (سال رحلت)

نازش جہانِ شعروادب، افتخار دنیائے تحقیق وتاریخ، پیکر علم وعرفان
مجموعہ اوصاف وافضال، شہیر محفل حمد ونعت ومنقبت
حضرت ابوالطاہر فدا حسین فدا نوراللہ مرقدہ بانی مجلّہ "مہروماہ" لاہور
تاریخ رحلت ۸ فروری ۲۰۰۶ء ۹ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ
"زیب وزین چراغِ سخن" (۲۰۰۶ء)
"مصباح شعروسخن" ۱۴۲۷ھ
"طہارت رفعت خیال" (۲۰۰۶)

اس رئیس و القلم کی تحریریں — بالیقیں شوکتِ ادب کہیے
اُس کی نظم اُس کی نثر کو لاریب — "نقد فن" دولتِ ادب کہیے
اُس کے روشن سوادِ خامہ کو — اختر قسمتِ ادب کہیے
ماہِ اَوج خیال و رفعت فکر — نیر سطوت ادب کہیے
تاج ور کشور معانی کا — خسرو دولت ادب کہیے
اُس معلّی مقام کو طارق — مظہر حشمتِ ادب کہیے
از "ادب" سال اُس کی رحلت کا — "وقعت و عظمت ادب" کہیے

غروب شمس تاریخ اُس کی رحلت — دل آزردہ ہیں دانایانِ تاریخ
زوال آمادہ تھا یہ معتبر فن — نہ کم ہونے دی اُس نے شانِ تاریخ
عظیم المرتبت اس دور کا تھا — فہیم شعر و نکتہ دانِ تاریخ
سجائی بزم تحقیق و ادب کی — بڑھائی زینت ایوانِ تاریخ
مفکر وہ جلیل القدر شاعر — مکرم ناظمِ بستان تاریخ

گیا دارِ فنا سے سُوئے جنت — معظم قاسم فیضان تاریخ
ہماری بزم سونی ہو گئی اور — بجھی ہے مشعل عرفان تاریخ
اُس عالی جاہ کی تاریخ رحلت — کہی ہے "خوبیِ عنوانِ تاریخ"
ہوائے مرگ سے گل ہو گیا آہ — وہ مصباح کمال بزمِ تاریخ
ابو الطاہر فدا کا سال رحلت
ہے "تنویر و جمال بزم تاریخ"
۲۰۰۶ء

"فیض یاب گداز وعرفان فدا" (۱۴۲۷ھ)
محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)

☆☆☆☆☆

حبیبِ خدا ﷺ ہے نگارِ مدینہ
میں سو جان سے ہوں نثار مدینہ
میں ہو جاؤں غرقاب بحرِ عنایت
ہے دریائے رحمت دیارِ مدینہ
پئے طالبانِ جمال شہِ دیں ﷺ
ہوئی کہکشاں رہگزارِ مدینہ

فدا حسین فدا

جنابِ فدا

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا
خزینۂ حکمات و علوم ذاتِ صفا
بہ لطف و گرمگاری مثالِ بادِ شمال
خلیق و خجستہ فال پاکِ حرص و ہوا
خوشا! کہ دِلوں کو کیسا بخشتی ہے طرب
جناب فدا صاحب کی ذاتِ فیض رسا
بہ لطفِ خداوندی ہیں رکھتے اپنا شمول
بہ زمرۂ اربابِ سخن بہ شانِ علا!
وہ بزمِ ادب جس میں رَسا ہو اِن کا قدم
شمائم الفت سے ہیں اُس کو دیتے بسا
زہے! کہ خصوصا باپریدگی خیال
ہیں رکھتے سکت فضلِ خدا جنابِ فدا
تغافلِ اعمالِ دجوب پر بہ اُناس
صلاحی نوا موصوف کی ہے بانگِ درا
خہے! بہ عطائے حق ممدوح کو ملا یہ شرف
عیونِ علوم و فن دیئے انھوں نے بہا

بہ روبروئے چشمِ نہاں بہ خشوع و خضوع
مطابقتِ اعمال سے ہے "قالوا بلیٰ"
بہ نشوونمائے ملی یہ مفکرِ دین!
شموعِ تفکر سوز ہیں صبح و مسا
حیاتِ صفا موصوف کا شکوہ زہے
مثالِ سلفؒ ہے ان کی آن بان و ادا
ملحوظ علائق میں ہے پیروئ رسول ﷺ!
بواد مبارک! اتباعِ شاہِ ہدیٰ ﷺ!
مدام رہیں خوش بفضلہٖ یہ بحرِ علوم
دُعا بہ زبانِ بچپن ہے بہ بابِ خدا

بچپن رجپوری (بدایونی)

☆☆☆☆☆

نذرِ فدا
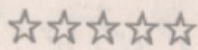
اے فدائے سخن، ناخدائے سخن
زیست گزری ہے تیری برائے سخن

تیرے ممنونِ احساں بہارِ ادب
تیری مرہونِ منت فضائے سخن

تیرے دم سے منور ہوئے ''مہر و ماہ''
تیرے باعث بڑھا ارتقائے سخن

معترف ہے ترے فکر وفن کا جہاں
اک زمانہ ہے زیرِ لوائے سخن

معتبر تو نے بزمِ ادب کو کیا
تو کہ تھا عزت و اعتلائے سخن

تو صحافت کا بھی مردِ میدان تھا
تیری جرأت سے ہمت بڑھائے سخن

تیری نعتوں میں اک سرمدی کیف ہے
تو نے بخشی ہے دیں کو ولائے سخن

تجھ سے تاریخ گوئی نے پائی فدا
عظمت و عز و جاہ و غذائے سخن

تیرے افکار ہیں جا بجا ضوفشاں
تیرے کردار سے چین پائے سخن

مسلکِ حق نے پایا ہے تجھ سے فروغ
فیض یابِ رضا، اے رضائے سخن

ملک و ملت کی خاطر رہا سربکف
تیرا رنگیں قلم اے عطائے سخن

تجھ سے روشن ہوئیں علم کی مشعلیں
تیرے فیضان سے جگمگائے سخن

حضرتِ تاج کے نائب و جانشیں
کیوں نہ تجھ کو کہیں رہنمائے سخن

تجھ سے آباد تھی مجلسِ موسوی
تو کہ دلشاد تھا بر بنائے سخن

دل گرفتہ ہیں تیرے لیے اہلِ دل
یاد میں تیری سب کو رُلائے سخن

تجھ کو روئے گا برسوں ہی اردو ادب
حشر تک تیرا غم ہے برائے سخن

ایک مہجور ہی کا تو محسن نہیں
ہے زمانہ ترے زیرِ پائے سخن

سیّد عارف مہجور رضوی (گجرات)

''شہنشاہِ جہانِ شعر وسخن''

۲۰۰۶ء

''وائے اربابِ علم ممتاز الشعرا ابوالطاہر فدا حسین فدا''

۲۰۰۶ء

موت کی جا بجا حکومت ہے
زندگانی ہے خستہ حال، کہو
بے بسی زیست کا ہے سرمایہ
کارگر ہے قضا کی چال، کہو
چاروں جانب ہیں فرقتیں بکھری
زندہ رہنا ہوا محال، کہو
چل بسا ہے مدیر ''مہر و ماہ''
دین کی تھا جو ایک ڈھال، کہو
بجھ گیا ہے چراغِ فکر و نظر
ہو گیا علم پائمال، کہو
آج بزمِ ادب ہے افسردہ
آج غمگیں ہیں اہلِ حال، کہو
آج ہم پر رہا نہ سایہ فگن
سایہ لطفِ خوش خصال، کہو

بزمِ احمد رضاؒ کا فردِ فرید
دے گیا دردِ بے مثال، کہو
مجلسِ موسوی کی رونق تھا
اہلِ سنّت کا تھا جمال، کہو
آبروئے سخن تھی ذات اُس کی
شعر گو تھا وہ باکمال، کہو
ہر کسی صنف میں ملا اُس کو
مستند درجۂ کمال، کہو
اس کی پہچان حق پرستی تھی
اہل حق کا تھا ہم خیال، کہو
اس کو حاصل تھا عشق رَبِ جلیل
حب آقا ﷺ کی تھا مثال، کہو
آل و اصحاب پر فدا تھا فدا
ثروتِ دیں سے تھا نہال، کہو
شافعِ حشر ﷺ اس کو محشر میں
بخشیں، بخشش کی ایک شال، کہو
اُس کی تربت پہ رات دن برسے
رحمت ربِ ذوالجلال، کہو

سیّد عارف محمود مہجور (گجرات)

علم و ادب کی ایک ہمہ جہت شخصیت

ابوالطاہر فدا حسین فدا کی نذر

ہر ایک شعر پہ فطرت کی سادگی ہے فدا
فدا کے حسنِ تغزل یہ شاعری ہے فدا
ہے کہنہ مشق ہنر مند وہ سلیقہ شعار
جدھر بھی دیکھو اُدھر فن کی تازگی ہے فدا
بہت ہی ڈوب کے کہتے ہیں وہ غزل ہو کہ نعت
ہر ایک لفظ میں معنی کی روشنی ہے فدا
جو دیکھتا ہے تمھارا کلام کہتا ہے
کہاں سے تم کو بڑائی یہ مل گئی ہے فدا
دیارِ علم و ادب میں بسر کی جس نے حیات
جہانِ فکر میں اک ایسا آدمی ہے فدا
ہر ایک لفظ میں ہے روشنی ستاروں کی
تمھیں فلک کی تجلی بھی دیکھتی ہے فدا
ہر ایک لفظ میں پنہاں ہے ندرت و جدت
تمھارے فن پہ تو شعروں کی نغمگی ہے فدا
بلندیوں پہ تمھاری ہے سیرت و کردار
میں دیکھتا ہوں کہ احباب کی خوشی ہے فدا
اِسی ادا پہ تو طاہر کو رشک آتا ہے
نظامیوں سے تمھاری جو دوستی ہے فدا

طاہر ناصر علی

نظم بہ اعزاز

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا

میں کیا لکھوں، وہ کیسا آدمی تھا
جہالت کی فضا میں آگہی تھا
فدا کی بات تھی سب سے نرالی
سخن میں لہجہ تابندگی تھا
کئی رخ دیکھے اُس کی زندگی کے
وہ شاعر تھا، ادیب و فلسفی تھا
بڑی ندرت تھی اُس کی شاعری میں
وہ ہمراز مزاجِ شاعری تھا
مہک آتی تھی اُس کی گفتگو سے
وہ گلزارِ وفا کی ایک کلی تھا
چمک آنکھوں کی دیتی تھی گواہی
ستاروں کی وہ جیسے روشنی تھا
بہت تھا فیض اس پر اولیاء کا
جو سچ پوچھو تو قسمت کا دھنی تھا
رہا وہ نعت کی آسودگی میں
یہی حاصل مآل زندگی کا تھا
فدا کو کیوں نہ قنبر یاد رکھے
فدا تو پیروِ مولا علیؑ تھا

حشمت علی قنبر

فدا کی نعت

نبی ﷺ کے عشق کا ایواں، فدا کی نعت، کہو
عقیدتوں کا گلستاں، فدا کی نعت، کہو
کرے یہ عام ''خمستانِ سرمدی'' کی تے
سرورِ قلب کا ساماں فدا کی نعت، کہو
فروغِ عشقِ نبی ﷺ اس کا مقصدِ تخلیق
خلوصِ دل سے ہے تاباں، فدا کی نعت، کہو
رہا عقیدہ، عقیدت کے ساتھ پیشِ نظر
بنی نہ شرک کا عنواں، فدا کی نعت، کہو
قلم فدا کا شناسا ہے عظمتِ شہ ﷺ سے
نبی ﷺ کی شان کے شایاں، فدا کی نعت، کہو
ادب شناس و ادب پرور و ادب آموز
مقامِ شاہِ رسُولاں، فدا کی نعت، کہو
چھلک رہے ہیں ''خمستانِ سرمدی'' کے جام

پلائے سب کو ہی یکساں، فدا کی نعت، کہو
ہو کیوں نہ فیضِ فدا سے سخن کی تابانی
ہے ''مہر و ماہ'' بداماں، فدا کی نعت، کہو
سخنوری کے فلک پر بجا فروزاں ہے
مثالِ مہر درخشاں، فدا کی نعت، کہو
ہے سادگی کا مرقع تو دلکشی کا کمال
محیطِ جذبۂ ایماں، فدا کی نعت، کہو
کرم ہے سید و سرکارِ دو جہاں ﷺ کا یہ
جو کر رہی ہے چراغاں، فدا کی نعت، کہو
جنابِ حضرت حسانؓ کے تتبع میں
ہے عشق و مستی کی برہاں، فدا کی نعت، کہو
بفیضِ شاہِ بریلیؒ بنی زمانے میں
شعورِ نعت کی پہچاں، فدا کی نعت، کہو
برنگِ تاجِ سخن تاج دین عرفانی
ہے اک صحیفۂ عرفاں، فدا کی نعت، کہو
متابعت میں سبھی اہلِ دل کی اے مہجور
عطائے خواجۂ گیہاں ﷺ فدا کی نعت، کہو

سید عارف مہجور رضوی (گجرات)

شاعرِ رنگیں نوا

شاعرِ رنگیں نوا حضرت فدا
پیکرِ صدق و صفا لطف و عطا
صاحبِ اہلِ ہنر، فائق، فہیم
آپ کو ازلی ملا قلبِ سلیم
تاج عرفانی کے ہیں یہ جانشیں
صاحبِ فکر و نظر، اسرارِ حکمت کے امیں
آپ کے اوصاف اعلیٰ لاکلام
آپ کی خدمات کو میرا سلام
آگہی کے آپ ہیں رخشندہ باب
آپ [illegible] ثانی نہیں، ہو لاجواب
''مہر [illegible] کے آپ ہیں روحِ رواں
ہے [illegible] آپ کا جس سے عیاں
شاعری [illegible] آپ ہیں زندہ مثال
نثر میں بھی آپ ٹھہرے باکمال
آپ کی تاریخ گوئی اے متیں
ایک گنجینہ ادب ہے بالیقیں

متین کاشمیری

سالنامہ "مہر و ماہ"

"مہر و ماہ" آسماں را رشک آید بر زمیں
زانکہ "مہر و ماہ" ایں دارد چنیں فرخ جبیں
رشکِ شاں آنگاہ افزاید چو می بنیند آں
"مہر و ماہِ" ارض را در دست ہر یک نازنیں
آں یکے پنہاں بروز و واں دگر غائب بشب
دیں فروزاں روز و شب بینند با عین الیقیں
جلوہ گر شد "مہر و ماہ" ما بدار السلطنت
دست آویزش کنند از ذوق جملہ شائقیں
زاں بلندی یافتہ آوازۂ ایں "مہر و ماہ"
تاج عرفانی فدا را چوں گزیدہ جانشیں
ہست نامِ او فدا نامی! تخلص ہم فدا
طرزِ تحریرش ہمانا دل رُبا و دلنشیں

غلام دستگیر نامی

☆☆☆☆☆

تاریخِ سالنامہ "مہر و ماہ"

دیکھو "مہر و ماہ" کو تو نام لو اللہ کا
خالقِ احسن ہے جو لاریب مہر و ماہ کا
روشنی بخش جہاں ہے مہر و ماہِ آسماں
نور بخش اہلِ دل جلوہ ہے مہر و ماہ کا
ذکر "مہر و ماہ" کا آیا تو نامی نے کہا!
بالیقیں ہے یہ عجالہ ایک حق آگاہ کا
کیوں نہ صاحب دل فدا پر ہوں دل و جاں سے فدا
آشنا ہے جب کہ وہ ہر اک کی رسم و راہ کا
فکرِ تاریخ اس کی تم کو چاہیے نامی! ضرور
جلوہ گر ہے سالنامہ جب کہ "مہر و ماہ" کا
آئی ہاتف سے ندا، کہہ دو دل آگاہ سے
خوب نامی سالنامہ نکلا "مہر و ماہ" کا

غلام دستگیر نامی

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نعت شریف

ضو بخشِ دو عالم ہوئے انوارِ محمد ﷺ
نکہت دہِ آفاق ہے گلزار محمد ﷺ

جھک جاتے ہیں سر آ کے سلاطین کے اس جا
اونچی ہے سرِ عرش سے سرکارِ محمد ﷺ

آفاق کو، افلاک کو طے کرتا ہے پل میں
براق ہے یا برق ہے رہوارِ محمد ﷺ

اس کافر بدکیش کے اعمال ہیں سب ہیچ
کرتا ہے کسی جز میں جو انکارِ محمد ﷺ

کہہ دو یہ مسیحا سے، مداوا نہ کرے وہ
اچھا ہوں میں، رہتا ہوں جو بیمارِ محمد ﷺ

محبوب ہے بس محرمِ اسرار الٰہی
اور ذاتِ خدا محرمِ اسرارِ محمد ﷺ

میں سمجھوں گا جنت کی مجھے مل گئی جاگیر
حاصل ہوا اگر سایۂ دیوارِ محمد ﷺ

پہنچے گا وہی منزلِ مقصود پہ اک دن
ہو گا جو کوئی پیروِ اطوارِ محمد ﷺ

آ واعظِ نااہل، خدا تجھ کو دکھاؤں
کیا تجھ کو خبر؟ میں ہوں پرستارِ محمد ﷺ
آزاد غمِ ہر دو جہاں سے اُسے سمجھو
ہو گا جو محبت میں گرفتارِ محمد ﷺ
اس عز و شرف پر ہو فدا تجھ کو مبارک
کہتے ہیں تجھے شاعرِ دربارِ محمد ﷺ

(غیر مطبوعہ)

ابوطاہر فدا حسین فدا

☆☆☆☆☆

حسرت فقط یہی ہے مرے دل کی اے فدا
جب وقتِ نزع ہو تو میں صل علیٰ کہوں

....

حضوری اک نہ اک دن ہو گی ان کو
غمِ فرقت میں جو گریہ کناں ہیں

ابوالطاہر فدا حسین فدا

مناجات

اچیاں شاناں والیا سائیاں تیرے رنگ نیارے
نور ازل تھیں توں کیتے نیں روشن چن ستارے
تھاں تھاں نور تیرے دے جلوے نوری لشکاں مارن
گھپ اندھیارے حسن ترے نیں کیتے سب اجیارے
عشق ترے وچ طالب تیرے پھردے وانگ سودائیاں
کوئل کوکے ہجر تیرے وچ، بلبل ڈھائیں مارے
سولی چڑھیاں مول نہ ڈردے عاشق صادق تیرے
قوس قزح دی پینگ سمجھ کے لیندے عشق ہلارے
سب ملکاں دا سالک توں ایں ہر اک شے دا خالق
شاہ گدا تے قطب ولی نیں تیرے بردے سارے
باہجھ ترے نئیں یا رب کوئی ایتھے میت کسے دا
چھڈ جاندے سب سنگی ساتھی، بیلی یار پیارے
رحمت دا مینہ ہر جا برسے تیرے فضلوں کرموں
جاری نیں ہر تھائیں ربا نور ترے دے دھارے

عزت ذلت دا توں مالک جنہوں چاہویں دیویں
تیرے فضل کرم دے مولا سب محتاج وچارے
عشق ترے دے بن سوداگر نفع کماون کارن
جند تلی تے رکھیں پھردے عاشق بن ونجارے
متھے پا محراب اساں نوں زاہد پیا ڈراوے
خوف خدا نوں پر اہ جانن بندے اوگنہارے
عشق حقیقی نوں حق جاتا شالا ابن حلاج فدا
بول ''اناالحق'' دلوں بجانوں لیندا عشق نظارے

☆☆☆☆☆

پنجابی نعت

چشماں دل دیاں کھولیاں دید کارن، عشق حسن نوں کدوں وسار داسی
تاب جھلی نہ جہدی کلیم اللہ نور ظہور اوہ احمد مختار ﷺ دا سی
کراں صفت میں کیہ بیان اوہدی، الفقر فخر اے شان اوہدی
آدم حواؑ توں پہلاں وی فیض جاری، بی بی آمنہؓ دے شہر یار دا سی
کدے نال سی آقا ﷺ نوں پیار بہتا، کون بنیا سی جانشین اوہدا
ہر شے نبی ﷺ توں جس بلہار کیتی، یار غار اوہ سچی سرکار ﷺ دا سی

دتا درس توحید دا مشرکاں نوں، اکھیں رب وکھایا سی کافراں نوں
سوہنے نبی ﷺ دیاں سب اہ برکتاں نیں تیرے نام کون چتاردا سی
لات عزا ہبل دی کرنا پوجا، ڈبا وچ جہالتاں جگ سارا
رام نام نوں چھڈ سب رام ہوئے، حق اللہ پیا ہر بت پکارا دا سی
رب بخشیا اوہ انعام اوہنوں، عرش والے وی کرن سلام اوہنوں
جبرائیلؑ سردار فرشتیاں دا، بردا خاص اوہ رفرف سوار دا سی
عشق کسے دل نال جس لا لیا، اوس اپنا آپ گنوا لیا
شاہ حسین منصور حلاج ویکھو، سولی چڑھ اناالحق پکار دا سی
حق سچ لئی جیہڑا فنا ہویا، بھیت اوس بقا دا پا لیا
لیندا عشق ہلارے اوہ نت عاشق، عشق اوہنوں نہ کدی وسار دا سی
اللہ نبی ﷺ دی شان گھٹان والے اپنی جان تے ظلم کمان والے
ہستی اپنی آپ مٹان والے، قہر اوہناں تے رب قہار دا سی
نبی اللہ ﷺ دی جس توصیف لکھی، شان رب دی اوس بیان کیتی
مدینہ اوہدا مدینہ ای بن جاندا، شاعر جیہڑا وی اوہدے دربار دا سی
نبی پاک ﷺ دا جیہڑا غلام ہویا، راضی اوس تے رب انام ہویا
وارث جنت دا اوہ فدا ہویا، درد جس کیتا استغفار داسی

☆☆☆☆☆

نعت

ہے جلوہ عجب احمد مختار ﷺ تہاڈا
دیدار ہے اللہ دا دیگار تہاڈا

کیہ دساں ہے کیہ میرے دل زار دی چاہت
ہر ویلے کرم مینوں اے درکار تُہاڈا

بس ویکھ لیا اوس خدا پاک نوں بیشک
کر لیندا اے دیدار جو اک وار تُہاڈا

لِلّٰہ کدی آ کے مرا حال تاں ویکھو
مر جائے نہ بے موت اہ بیمار تہاڈا

کھل جان گے تقدیر دے در بند نیں جیہڑے
ویکھاں جے میں دربار دُرر بار تہاڈا

ہر منطقی تے فلسفی نوں کر دیندا اے حیران
دستور نرالا جیہا سرکار ﷺ تہاڈا

ٹھنڈک مری اکھاں دی تے ہے چین ولے دا
جنت دی فضا سایہ دیوار تہاڈا

ہر نقطہ احادیث دا گفتار تساڈی
قرآن دا ہر حرف ہے کردار تہاڈا

گستاخ تہاڈے نیں اہ باطل دے پجاری
اللہ دا ہر بندہ پرستار تہاڈا

کیہ رمز کوئی طالب و مطلوب دی سمجھے
محبوب تسیں اوہدے، اوہ دلدار تہاڈا

کیوں عشق تہاڈے دی فدا خیر نہ منگے

اہ بردا اہ چاکر اہ طلبگار تہاڈا

☆☆☆☆☆

ترے نعلین توں قربان تری دستار توں صدقے

جنابِ آمنہؓ دے گوہر شہوار ﷺ توں صدقے
فقیراں تے حقیراں دے سخی سرکار توں صدقے
جنہیں فیلاں تے فیل باناں نوں بھجا دتا سی میدانوں
ابابیلاں دے میں اس لشکر جرار توں صدقے
جنہیں اسلام دا جھنڈا ہے گڈیا ساری دنیاں وچ
میں غیبی فوج دے، اعلیٰ سپہ سالار توں صدقے
بنائے لا الہ کر دتی محکم جس نے ہر زمانے لئی
میں اللہ پاک دے اس مردِ نیکو کار توں صدقے
سبق توحید دا دتا سی جس نے مشرکاں نوں خود
میں اس محبوب ﷺ ربا نے دی گل گفتار توں صدقے
نبی ﷺ دے ہجر وچ ہر ویلے جیہڑا روندا رہندا اے
میں اوہدے عشق تو بلہار، اوہدے پیار توں صدقے
نہیں چاہت مرے دل وچ ذرا وی جنت دے باگاں دی
مدینے دے میں ہر اک کوچہ و بازار توں صدقے
تری اک کالی کملی وچ پناہ لئی رسولاں وی
خدائی ہو نہ کیوں ساری، تیرے اس پیار توں صدقے
ہے "سر لولاک دا سہرا" قدم زینت نے عرشاں دی
ترے نعلین توں قرباں، تری دستار توں صدقے
مٹا آتش کدہ نمرودیاں دا ناگہاں واللہ!

میں اعجاز خلیل اللہ دے گلزار توں صدقے
نبی جی ﷺ دا کدی جلوہ ندا نوں دی وخا رہا!
میں سارے جگ توں سوہنے تیرے جانی یار توں صدقے

☆☆☆☆☆

اُمی لقب ﷺ

نبی جی ﷺ دا روضہ قریب آ گیا اے
بلندی تے اپنا نصیب آ گیا اے
ندا عرشوں اھلاً تے سھلاً دی آئی
محمد ﷺ خدا دا حبیب آ گیا اے!
معلم اوہ سب عالماں فاضلاں دا
اوہ اُمی لقب اک خطیب آ گیا اے
گنہ گار امت دے روگاں دا چارہ
اک عیسیٰ نفس اوہ طبیب آ گیا اے
اوہ عصیاں تے جرماں دی ظلمت دا چانن
اوہ امت دا حامی حسیب آ گیا اے
گئے کتھے اسلام دے نام لیوا
زمانہ عجیب و غریب آ گیا اے
ترے سرکشاں لئی رضا بن کے رب دی

ندا تیرا شاہا نقیب آ گیا اے
پھرا خالی ہتھ آ کے کوئی کدی نہ
ترے در تے جو دی نجیب آ گیا اے

☆☆☆☆☆

سَنیہا

تیرے نام توں دل جگر وار دیواں
میں جند اپنی خیر البشر ﷺ وار دیواں
"شب ماہ" "نورِ سحر" وار دیواں
شہا! تیتھوں شمس و قمر وار دیواں
میرے دیدیاں وچ ایہہ حسرت پئی ٹرفے
ترے رُخ توں حُسنِ نظر وار دیواں
ایہہ کون و مکان ۔ عرش ۔ کرسی تے جنت
مَیں تیرے توں سبھے نگر وار دیواں
ترے علم۔ حکمت تے اُمی لقب توں
خدائی دے علم و ہنر وار دیواں
وساراں ترے عشق وچ سُرت اپنی
ترے حسن توں چشم تر وار دیواں
ترے ہجر وچ ہو کے جھلا تے کملا
ایہہ گھر بار تے مال و زر وار دیواں
میں تیرے غلاماں دے قدماں تو شاہا
زمانے دے سب تاجور وار دیواں

تیری گردِ نعلین دے ذریاں توں
بدخشاں دے لعل و گہر وار دیواں
مدینے دی وَستی دی اِک اِک گلی توں
مَیں جنت دے دیوار و در وار دیواں
کدی جھات اپنے فدا ول وی آقا
ایہہ سنیہا صبا نوں میں ہر وار دیواں

☆☆☆☆☆

نعت

سانوں سبق توحید دا دین کارن آئے نبی کریم ﷺ جہان اندر
اوہناں جیہا نہ کرے گا رب کدی پیدا کوئی زمین اسمان اندر
طٰہٰ، مزمل، امین صادق۔ سوہنے نام نیں پاک قرآن اندر
کرے شک جے کوئی مجال کیہ اے، اوہدے تاج لولاک دی شان اندر
قیصر کسریٰ دے محل ہلا دِتے، اوہدی آمد شہانہ دے ٹوہراں نیں
اوہدی نظر دے تیراں توڑ چھڈے، زُعم باطل دے تیر کمان اندر
دن اج دے رب رحیم سچے۔ بحر رحمتاں دا جاری کر دِتا
پھل۔ پھل کے نال ہزار خوشیاں۔ کھڑ کھڑ ہس دے نیں گلستان اندر
گئے عرش معلّٰی تے جدوں حضرت ﷺ۔ سدرہ تیک براق اسوار ہو کے
رہی ہمت نہ اگانہہ نوں جان جوگی، جبرائیلؑ امین دربان اندر

فرشوں عرش تیکر اسیں بھال تھکے، ثانی ڈھانہ اوہناں دا کوئی کدھرے
نہ مکان نہ لامکان اندر، نہ زمین تے نہ زمان اندر
ویری ویکھ کے ہوئے فرار سبھے لگے لات منات دے جا قدمی
نعرہ مار توحید دا خود حضرت ﷺ آئے جدوں سن بدر میدان اندر
بنی نوع انسان نوں بخش دتا۔ رب کرم سیتھیں گنج رحمتاں دا
نبی پاک ﷺ نوں ہوئی عطا جیہڑی۔ صفت نہیں اوہ کسے انسان اندر
دُکھاں درداں تے غماں دے ماریاں دا، جانی جان نہیں اوہدے سوا کوئی
جان اوہدے توں جے میں وار سٹاں۔ جان آ جاوے میری جان اندر
چکّو بھرے کوچجڑے کوجھیاں نوں، آقا حشر دہاڑے نہ بھل جاناں
لیناں عیب چھپا منہ کالیاں دے، کالی کملی دے پاک دامان اندر
مدح خوان خدا ہے خود جس دا، شجر حجر وی جس نوں کرن سجدے
آکھاں نعت فدا میں کیہ اوہدی، طاقت نہیں اے میری زبان اندر

☆☆☆☆☆

یارسول اللہ ﷺ

ایہہ آئیاں غیب توں مینوں صداواں یا رسول اللہ ﷺ
مَیں پڑھ پڑھ تیریاں نعتاں سناواں یا رسول اللہ ﷺ

تری زلفاں نے مہکائیاں فضاواں یا رسول اللہ ﷺ

ترے جس گاوندیاں نچ نچ صباواں یا رسول اللہ ﷺ

نہ پچھو اونہاں مشاقاں دے دل دی کجھ وی کیفیت

جنہاں نوں تیریاں بھائیاں اداواں یا رسول اللہ ﷺ

ہر اک مخلوق پیدا کیتی اے جس اپنی طاعت لئی

کرے اوہ تیریاں حمداں ثناواں یا رسول اللہ ﷺ

زیارت ہو گئی جس نوں ترے پُر نور روضے دی

خطا سب اوہدیاں ہویاں خطاواں یا رسول اللہ ﷺ

طبیباں کول میرے روگ دا دارو بھلا کتھے؟

مَیں سینہ چیر کے کنوں وکھاواں یا رسول اللہ ﷺ

کدی تاں رحم فرماؤ۔ کدی تاں در تے بلواؤ

مَیں ایہو رات دن منگاں دعاواں یا رسول اللہ ﷺ

نہ ٹھنڈا کر سکے ہنجو وی میرے دل دی لگی نوں

مَیں لنبو ہجر دے کیکر بجھاواں یا رسول اللہ ﷺ

جے آ جاؤ مرے خواباں دی دنیا وچ کدی حضرت

مَیں اپنی سُتی قسمت نوں جگاواں یا رسول اللہ ﷺ

گنہگاراں تے ہو جائے سَولی جے نظر تیری

اوہناں تے ہو گئیاں ربی عطاواں یا رسول اللہ ﷺ

سوا تیرے بھلا آیا اے کیہڑا ایس دنیا وچ

خدا سب منیاں جہدیاں رضاواں یا رسول اللہ ﷺ

دلاں وکھیاریاں دی دی کدی آ کے سُنو زاری

مَیں کنوں پھول کے دُکھڑے سناواں یا رسول اللہ ﷺ

وساری اے مری سُدھ بُدھ غماں فکراں تے ظلماں نیں

ایہہ ہن تاں دُور کر چھڈو بلاواں یا رسول اللہ ﷺ

مَیں اپنی حال کیہہ دَساں، کدی رووان کدی ہساں

مَیں کیہہ کیہہ بھگتیاں ایتھے سزاواں یا رسول اللہ ﷺ

ترا بردا ترا چاکر ترا سائل فدا آکھے

مَیں کیوں سر غیر دے در تے جھکاواں یا رسول اللہ ﷺ

☆☆☆☆☆

اے حبیب خدا (ﷺ)

تری شان عالی اے یا مصطفیٰ ﷺ

طلب گار تیرے نیں سب انبیاء

عجب معجزہ سی تری ہر ادا!

توں پتھراں نوں وی دتا کلمہ پڑھا

حبیب خدا! اے حبیب خدا

تری شان شاہا ہے شاہاں توں عالی
نہیں آیا کوئی ترے در توں خالی
گیا جھولیاں بھر کے ہر ایک سوالی!
ترے در دے محتاج شاہ و گدا
حبیب خدا ﷺ اے حبیب خدا
تری تاب جھلی نہ موسیٰؑ وی آقا ﷺ
سواہ طور ہویا ترا دیکھ جلوہ
توں شمس الضحیٰ ایں کہ بدرالدجیٰ
ذرا نوری صورت توں پردہ ہٹا
حبیب خدا ﷺ اے حبیب خدا
گیا عرش تے جیہڑا انسان' توں ایں
شہا! عرش والے دا مہمان توں ایں
مرا دین تے میرا ایمان توں ۔ ایں
نہیں کوئی تیرے جیہا ہادیا
حبیب خدا ﷺ اے حبیب خدا
فدا بے نوا تیرا ہن جائے کتھے؟
اِہ بے آس دل اپنا پرچائے کتھے؟
اِہ دَر دَر دے دھکے بھلا کھائے کتھے

ہن اپنے فدا نوں توں در تے بلا
حبیب خدا ﷺ اے حبیب خدا

☆☆☆☆☆

صلوا علیہ وآلہ

کدی دیدار دا بخشو نظارہ یا رسول اللہ ﷺ
مری قسمت وی چمکا دو خدارا یا رسول اللہ ﷺ
ترے دربار دے سائل نیں وارث تختاں تاجاں دے
توں ہر محتاج مفلس دا وی یارا یا رسول اللہ ﷺ
میں کیکر غیر دے در تے جھکاواں جا کے سر اپنا
نہیں تیرے سوا کوئی سہارا یا رسول اللہ ﷺ
عطا ہوندا نہ کیوں تینوں بھلا رتبہ نیابت دا
توں سارے مرسلاں توں رب نوں پیارا یا رسول اللہ ﷺ
فلک دے چن تارے دھول نیں سب تیرے قدماں دی
توں ہر طالب دی اکھاں دا ایں تارا یا رسول اللہ ﷺ
چراغِ راہ بنی سی کہکشاں' اے عرش دے راہی!
کہے ''جی آیاں نوں'' قطبی ستارا یا رسول اللہ ﷺ
دوا ہر اک اَولڑے روگ دی اے اک نظر تیری
مسیحا توں ایں ہر روگی دا چارہ یا رسول اللہ ﷺ
ہے وَیری میرے آقا ﷺ دا خدا دی ذات دا منکر

قضا نے بے قضا اوہنوں اے مارا یا رسول اللہ ﷺ
تمنا آخری اے اِہ مری یا اَیُّھَا المُزَّمِلُ
فدا تیرا ہو تیرے عشق وچ اللہ نوں پیارا یا رسول اللہ ﷺ

☆☆☆☆☆

نعت

سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

اِہ کم اے اکھ مستانی دا
اک جام مئے عرفانی دا
بن تیرے پیاساں بجھدیاں نہیں
کوثر دے تشنہ کام دیاں
سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

اوہدے رُخ نوں جلوۂ طور آکھاں
یاں ربّ دا نور ظہور آکھاں
قرآن توں ظاہر ہون پیاں
اَج شاناں دین اسلام دیاں
سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

اوہدے عشق دی مے پلا ساقی
مینوں مَست الست بنا ساقی!
کر دیندیاں پوریاں سب آساں
تیری چشماں دے اِک جام دیاں
سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

اوہ لے کے پاک قرآن آیا
سب نبیاںؑ دا سلطان ﷺ آیا
ہر پاسے دھماں پیاں نیں
حق اللہ دے پیغام دیاں
سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

سوہنے نبی ﷺ دی دید کرا مینوں
ربا اپنا آپ وِکھا مینوں
رُخ و زلف دیاں وِچ فدا لشکاں
اِہ جلوتاں صبح و شام دیاں
سارے جگ نوں جگ مگ کر دیاں نیں
دوویں میماں محمد ﷺ دے نام دیاں

☆☆☆☆☆

Monthly "NAAT" Lahore
LRL 157